الاسلامی.نیٹ
WWW.AL ISLAMI.NET

اسلامی معاشرت اور بندوں کے حقوق

اعلیٰ حضرت عظیم البرکت امام احمد رضا قادری علیہ الرحمہ

مفتی رضوان الرحمٰن فاروقی علیہ الرحمہ

ناشر

اسلامی اکیڈمی، بجرڈیہہ، بنارس

ISLAMI ACADEMY.BAJARDIHA, BANARAS
N15/166 A-M 2. Varanasi U.P. India Pin. 221106

اصلاحِ معاشرہ اور بیانِ حقوق پر
مشتمل دو بہترین کتابیں

اسلامی معاشرت
اور
بندوں کے حقوق

از:
مفتی رضوان الرحمٰن فاروقی
علیہ الرحمہ مفتی مالوہ، اندور

از:
اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قادری
علیہ الرحمہ

الاسلامی.نیٹ
www.AL ISLAMI.NET

ناشر اسلامی اکیڈمی، بجرڈیہہ، بنارس

ISLAMI ACADEMY.BAJARDIHA, BANARAS
N15/166 A-M 2. Varanasi U.P. India Pin. 221106

قیمت
Rs 100

ہدیہ
برائے معاونینِ
اکیڈمی

سلسلۂ اشاعت نمبر ۹ (جدید کمپوزنگ کے ساتھ)

نام کتاب: اسلامی معاشرت

مصنف: مفتی رضوان الرحمٰن فاروقی علیہ الرحمۃ، مفتی مالوہ، اندور

نام کتاب: بندوں کے حقوق (أَعْجَبُ الْإِمْدَادِ فِي مُكَفِّرَاتِ حُقُوْقِ الْعِبَادِ)

مصنف: اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قادری علیہ الرحمۃ

ترتیب وتحشیہ: مولانا محمد عبدالمبین نعمانی قادری مدظلہ
مہتمم دارالعلوم قادریہ، چریاکوٹ، مئو

پروف ریڈنگ: مولانا محمد حسنین رضا مصباحی کان پوری
استاذ دارالعلوم طیبیہ معینیہ منڈواڈیہ، بنارس

کمپوزنگ: مصباحی پبلی کیشن محمد آباد، مئو8188818465

باہتمام: المجمع الاسلامی ملت نگر، مبارک پور

اشاعت: ۱۴۴۶ھ/۲۰۲۴ء

ہدیہ: دعائے خیر برائے ارکان معاونینِ اسلامی اکیڈمی، بجرڈیہہ، بنارس

ناشر

اسلامی اکیڈمی، احمد نگر، بجرڈیہہ، بنارس

ملنے کے پتے:

(۱) المجمع الاسلامی، ملت نگر، مبارک پور، ضلع اعظم گڑھ Mob.7007576367

(۲) مصباحی پبلی کیشن، محمد آباد گوہنہ Mob.8188818465

(۳) اسلامی اکیڈمی، احمد نگر، بجرڈیہہ، بنارس Mob.8115605900

(۴) الاسلامی.نیٹ www.alislami.net

https://alislami.net

فہرست مضامین

تقدیم ۶
پیش لفظ ۸
ماں باپ کے حقوق ۹
ادب واحترام ۹
فرماں برداری ۱۰
ماں کی نافرمانی حرام ہے ۱۱
والدین کی نافرمانی بدترین گناہ ہے ۱۱
نافرمان اولاد جنت سے محروم ہے ۱۲
والدین کی نافرمانی کی سزا دنیا میں بھی ملے گی ۱۲
والدین کی خدمت گزاری ۱۲
والدین کی خوش نودی ۱۳
والدین کے ساتھ حُسنِ سلوک ۱۴
والدین سے محبت ۱۶
والدین کی بددعا کا اثر ۱۶
ایک عابد کا واقعہ ۱۷
والدین کے لیے دعا واستغفار ۱۸
اولاد کے حقوق ۱۹
اولاد سے محبت ۱۹
اولاد سے رسولِ پاک کی محبت ۱۹
لڑکوں کو لڑکیوں پر ترجیح دینا منع ہے ۲۱
لڑکیوں کی محبت پر جنت کی بشارت ۲۲
اولاد کو حلال کمائی سے کھلاؤ ۲۳
اولاد کی تعلیم وتربیت ۲۴
مذہبی تعلیم کی اولیت ۲۵
اولاد کو دینی تعلیم پر اجر وثواب ۲۶
اولاد کی شادی ۲۶

https://alislami.net

بیوی کے حقوق ۲۷
بیوی کا نفقہ ۲۷
نفقہ بند کرنا گناہ ہے ۲۸
بیوی کا دین مہر ۲۸
بیوی کے جذبات کا پاس ۲۹
بیوی پر ظلم وزیادتی کی ممانعت ۲۹
خوش خلقی ۳۰
بیوی کی دل جوئی ۳۰
بیوی سے محبت ۳۱
شوہر کے حقوق ۳۲
شوہر کا ادب واحترام ۳۲
شوہر کی محبت ۳۳
واقعات ۳۳
شوہر کی اطاعت ۳۴
شوہر کی خدمت ۳۵
شوہر کی خواہش پوری کرنا ۳۵
رشتہ داروں کے حقوق ۳۶
رشتہ داروں سے حسن سلوک ۳۶
بہنوں کے حقوق ۳۸
بہنوں کی پرورش ۳۸
بہنوں کے ساتھ حسن سلوک ۳۹
بہنوں سے محبت ۴۰
بھائیوں کے حقوق ۴۰
بھائی سے حسن سلوک ۴۱
خالہ کے حقوق ۴۱
خالہ کے ساتھ حسن سلوک ۴۱
چچا کا حق ۴۲

https://alislami.net

پڑوسیوں کے حقوق ۴۳
صحابۂ کرام کا پڑوسیوں سے حسن سلوک ۴۵
مہمان کے حقوق ۴۶
مہمان کو ہدایت ۴۷
یتیموں کے حقوق ۴۷
بوڑھوں کے حقوق ۴۹
بیواؤں اور مسکینوں کے حقوق ۴۹
عام مسلمانوں کے حقوق ۵۰
عامۃ الناس کے حقوق ۵۲
حقوق العباد کی اہمیت ۵۴
بندوں کے حق کس قدر ہیں؟ ۵۵
الجواب: ۵۵
اوّل حاجی ۶۳
دوم شہید بحر ۶۶
سوم شہید صبر ۶۷
چہارم، مدیون ۶۸
پنجم اولیائے کرام ۷۰
اسلامی اکیڈمی بنارس ۷۴
اسلامی اکیڈمی بنارس ایک نظر میں ۷۵
زمین ۷۵
تعمیر ۷۵
تفصیل ۷۶
شعبہ جات ۷۶
اشاعتی خدمات ۷۶
بلڈنگ (Building) کی تفصیل ۷۸
ادارہ کے مقاصد ۸۰
اپیل ۸۰

https://alislami.net

نَحْمَدُہٗ وَ نُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم

تقدیم

اسلامی اکیڈمی بنارس آج اپنی قدیم شائع کردہ کتاب ”اسلامی معاشرت اور بندوں کے حقوق“ از سر نو نئے انداز سے عوام و خواص کے لیے شائع کرنے کی سعادت حاصل کر رہی ہے۔ جو ۱۹۸۹ء میں میری آمدِ بجرڈیہہ سے قبل، جلالی پورہ، بنارس سے شائع ہوئی تھی۔ بڑی پذیرائی ہوئی، یہاں تک کہ جلد ہی کتاب ختم ہوگئی۔

حالات کے تقاضے، اور اسلامی اکیڈمی، بجرڈیہہ، بنارس کے منشور کے تحت عوام الناس کے لیے عموماً، معاونینِ اسلامی اکیڈمی کے لیے خصوصاً، مَنظرِ عام پر لائی جا رہی ہے۔ اسلامی معاشرت، تقریباً ۵۳/ صفحات پر مُشتمل، مفتی رضوان الرحمٰن فاروقی کی گَراں قدر تصنیف ہے، بعد ازاں فاضل بریلوی مجدد اعظم امام احمد رضا، علیہ الرحمہ کی کتاب جس کا عرفی، عام فہم نام ”بندوں کے حقوق“ جو صفحہ ۵۴/ سے شروع ہو کر، صفحہ ۷۳/ پر ختم ہوتی ہے۔

”اسلامی معاشرت“ آسان زبان دل نشیں پیرایہ میں بالتفصیل سماج میں پھیلی ہوئی برائیاں اور غلط افکار و نظریات کی اصلاح کرتی ہے اور معاشرہ میں ہر ایک انسان کی مختلف جہتوں سے کیا کیا ذمہ داریاں ہوتی ہیں، ان تمام سے باخبر کرتی ہے، یقیناً ہم میں کا ہر شخص اپنی اپنی ذمہ داری سنبھال لے، اور اس پر عمل پیرا ہو جائے تو ہمارا اسلامی معاشرہ سارے معاشروں سے بہتر اور تنقیدات سے بالاتر ہو جائے گا۔ آج اغیار، مسلمانوں میں پائے جانے والے غلط اعمال و حرکات دیکھتے ہیں تو وہ فوراً ہمارے دینِ اسلام کو، لاعلمی میں نشانہ بناتے ہیں اور اسلامی قانون کو ناقص سمجھ کر اُس خطۂ ارض میں جہاں غیروں کی حکومت ہے، وہاں پاکیزہ اسلامی قانون کو بروئے کار لائے بغیر، اسلام مخالف قانون سازی کرتے ہیں اور احکامِ دینِ اسلام سے ناواقف لوگوں پر، احسان جتاتے ہیں کہ ہم نے آپ لوگوں کے لیے بھلائی کا کام کیا۔ جب کہ مذہب اسلام میں ہر مسئلہ کا حل ہے اور بعض مسائل تو اسلامی قوانین پر عمل پیرا نہ ہونے کی بنیاد پر پیدا ہوتے ہیں، جس سے مسلمان اور خاص طور سے عورتیں پریشان ہوتی ہیں، مثلاً طلاق دینے کے بعد بچوں کا مکمل نان و نفقہ باپ کے سر عائد ہوتا ہے وہ اپنی ذمہ داری نہیں نبھاتے ہیں، اسلامی قانون پر عمل کروانے کے لیے طاقت چاہیے، وہ طاقت یعنی حکومتی طاقت مفقود ہونے کی وجہ سے مشکلات درپیش آتی رہتی ہیں۔ بعض مشکلات کا حل افہام و تفہیم سے اور بعض کا اسلامی قانون کے نفاذ اور بعض کا حل اسلامی حکام و قُضات سے ہوتا ہے۔ خلاصہ یہ کہ اسلامی معاشرت پر عمل بہت سے مشکل مسائل سے چھٹکارا حاصل کرنے کا ان شاء اللہ سبب بنے گا۔

بندوں کے حقوق جو امام احمد رضا علیہ الرحمہ کی تصنیف ہے جس کے سمجھنے کے لیے عقل و خرد کی ضرورت ہے، اسلامی معاشرہ کی اصلاح میں بندوں کے حقوق کا جاننا نہایت ضروری ہے حقوق کی کتنی قسمیں ہوتی ہیں کون سا حق بغیر معاف کرائے معاف ہوتا ہے اور کون سا حق بنا معاف کرائے معاف نہیں ہوتا ہے۔ حقوق اللہ کی کیا اہمیت ہے اور حقوق العباد کی کیا اہمیت ہے، یہ سب معلومات بندوں کے حقوق کے مطالعہ سے قارئین کو حاصل ہو جائیں گی۔

آج کچھ لوگ یہ گمان کر بیٹھے ہیں کہ اللہ تعالیٰ بندوں کے ان حقوق کو جو ہم نے پامال کر دیا ہے سب معاف کر دے گا، بندوں کے حقوق کی پامالی کی سزا نہیں ملے گی۔ یہ وظیفہ، اتنے برسوں کے گناہ معاف کرا دیتا ہے، تو یہ وظیفہ بندوں کے حقوق کی پامالی کے گناہوں کو بھی معاف کرا دے گا۔ ایسا ہر گز نہیں، اس طرح کی حدیثیں جو آتی ہیں وہ صغائر سے معافی کے لیے ہوتی ہیں اور کبائر سے معافی توبعد توبہ صحیحہ ہی ہوتی ہیں۔ بندوں کا واجبی حق جب تک نہ ادا کیا جائے یا وہ معاف نہ کر دے اللہ تعالیٰ کچھ استثنائی صورتوں کے سوا معاف نہیں کرے گا۔ ہم تمام مسلمانوں کو چاہیے کہ اپنی اور اپنے گھر والوں کی اصلاح کریں، اس کتاب کے مضامین سے انھیں باخبر کریں، گھر پر اس کا درس رکھیں، تاکہ حق العبد کی اہمیت سمجھیں اور ادا کرنے کی اولاً فکر کریں ورنہ روز حساب وکتاب، حقوق کا مطالبہ کیا جائے گا، وہاں بندہ کہاں سے ادا کرے گا۔ مجبور ہو کر اسے اپنی نیکیوں سے حقوق کی بھرپائی کرنی پڑے گی، بالفرض نیکیاں حقوق کی بھرپائی کے لیے ناکافی ہوئیں، تو مزید بھرپائی کے لیے صاحب حق کا گناہ اپنے اوپر لینا ہوگا۔ حشر کے میدان میں کوئی رشتہ اخوت کام نہیں آئے گا۔ وہاں تو اپنا ہی عمل خیر اپنی ہی نیکیاں کام آئیں گی۔ (الا ماشاء اللہ)

مَنْ عَمِلَ صَالِحًا فَلِنَفْسِهٖ وَ مَنْ اَسَآءَ فَعَلَیْهَا

جس نے اچھا کام کیا کیا تو اس کا فائدہ اسی کے لیے ہے اور جس نے برا عمل کیا (بلا توبہ) مر گیا تو اس کا ضرور نقصان اسی کو ہوگا۔

اس لیے مسلمانوں کو چاہیے کہ شامتِ نفس سے گناہوں کا صدور ہو جائے تو فوراً توبہ استغفار کرنا اپنا شعار اور طریقہ کار بنالیں۔

دعا ہے اللہ تعالیٰ اپنے حبیب ﷺ کے صدقے، ہمیں جملہ حقوق ادا کرنے کی توفیق بخشے۔ اور ایمان پر، حسنِ خاتمہ نصیب فرمائے۔

سید محمد فاروق رضوی
مہتمم اسلامی اکیڈمی بجرڈیہہ، بنارس
۲۱/ محرم ۱۴۴۶ھ ۲۸/ جولائی ۲۰۲۴ء

https://alislami.net

پیش لفظ

بسم اللہ الرَّحمٰن الرَّحِیم

دنیوی زندگی میں ماں باپ، اولاد، میاں بیوی، بہن بھائی، دوست احباب، پڑوس محلہ، اور شہر کے لوگوں کے ساتھ اٹھنے بیٹھنے، ملنے جلنے اور مناسب تعلقات قائم رکھنے کو معاشرت کہتے ہیں۔

اس سلسلے میں رسول اللہ ﷺ نے مسلمانوں کو جو پاکیزہ تعلیم دی ہے اسی کو مختصر طور پر اس رسالہ میں بیان کردیا ہے۔

خدائے قدوس کی بارگاہ میں دعا ہے کہ مجھ کو اور تمام سنی مسلمانوں کو رسول پاک کی پاکیزہ تعلیمات پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

آمِین بِجَاہِ النَّبِیِّ الْاَمِیْنِ صَلَوَاتُ اللّٰہِ وَتَسْلِیْمَاتُہٗ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَصَحْبِہٖ اَجْمَعِیْنَ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ۔

ابوالجمیل محمد رضوان الرحمٰن الفاروقی السہسوانی
مفتی مالوہ، اندور سٹی

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡم
نَحۡمَدُہٗ وَنُصَلِّیۡ عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡم

ماں باپ کے حقوق

ادب واحترام:

اولاد کا فرض ہے کہ اپنے ماں باپ کی عزت کرے اوران کے ساتھ اٹھنے بیٹھنے، چلنے پھرنے اور بات چیت کرنے میں ان کا ادب ملحوظ رکھے۔ اللہ تعالیٰ نے اس کی بڑی تاکید فرمائی ہے۔قرآن شریف میں ہے:

”تمہارے رب نے حکم دیا ہے کہ اس کے سوا کسی کی عبادت نہ کرو اور اپنے ماں باپ کے ساتھ اچھا سلوک کرو۔اگر تمہارے سامنے ایک یا دونوں بوڑھے ہوجائیں توان سے ہُوں بھی نہ کہو اور نہ کبھی ان کو جھڑکو اوران کے ساتھ بڑے ادب سے بات چیت کرو۔اوران کے سامنے نہایت عاجزی اور انکساری سے رہو۔اوران کے لیے یوں دعا کرتے رہو کہ اے میرے رب! توان دونوں پر رحم فرما جیسا کہ ان دونوں نے میری، بچپن میں پرورش کیا“۔(۱)

مسلمانوں کو چاہیے کہ قرآن شریف پڑھیں اور غور کریں۔ اللہ تعالیٰ نے والدین کے ادب واحترام کا کیسا صاف صاف حکم دیا ہے۔

حضرت ابو طفیل رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ایک دفعہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جعرّانہ میں گوشت تقسیم فرما رہے تھے، اسی اثنا میں ایک بڑی بی تشریف لائیں۔رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ان کو دیکھ کر کھڑے ہوگئے اوران کے لیے اپنی چادر بچھادی۔ میں نے صحابہ سے دریافت کیا کہ یہ بڑی بی کون ہیں؟ توانھوں نے بتایا:

ھِیَ اُمُّہُ الَّتِیۡ اَرۡضَعَتۡہُ(۲)

یہ رسولِ پاک کی وہ ماں ہیں جنھوں نے آپ کو دودھ پلایا تھا۔

۱: سورہ بنی اسرائیل، آیت نمبر:۲۴- ۲۳، رکوع:۳

۲: ابوداؤد

فرماں برداری:

اولاد کا فریضہ ہے کہ اپنے ماں باپ کی اطاعت اور فرماں برداری کرے۔ رسول اللہ ﷺ نے اس کی بڑی تاکید فرمائی ہے۔

حدیث: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ ایک دن میں نے بارگاہ رسالت میں عرض کیا: یارسول اللہ ! میری ایک بیوی ہے جس سے مجھے بہت محبت ہے لیکن میرے والد (فاروق اعظم) اسے میرے لیے پسند نہیں کرتے اور مجبور کرتے ہیں کہ طلاق دے دوں۔ یہ سن کر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اے عبداللہ ! تم اس کو طلاق دے دو۔[1]

حدیث کا مطلب یہ ہے کہ جب تمہارے ماں باپ کہتے ہیں کہ اس کو طلاق دے دو تو والدین کی فرماں برداری کا تقاضا یہی ہے کہ ماں باپ کا کہنا مانو اور اس کو طلاق دے دو۔

اس حدیث سے ماں باپ کی فرماں برداری کی اہمیت ظاہر ہے۔

حدیث: حضرت ابواُمامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوکر دریافت کیا۔ یارسول اللہ! اولاد پر ماں باپ کا کیا حق ہے؟

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

هُمَا جَنَّتُكَ وَهُمَا نَارُكَ[2]

وہ دونوں تیری جنت بھی ہیں اور دوزخ بھی۔

حدیث کا مطلب یہ ہے کہ تو اپنے والدین کی فرماں برداری کرے گا تو جنت میں جائے گا اور نافرمانی کرے گا تو جہنم میں سزا پائے گا۔

اولاد کو چاہیے کہ اپنے ماں باپ کی فرماں برداری کرے تاکہ ان کی دعاؤں سے دنیا میں پھلے پھولے اور آخرت میں جنت کی مستحق بنے۔

۱: ترمذی، ابوداؤد

۲: سنن ابن ماجہ

ماں کی نافرمانی حرام ہے:

حدیث: حضرت مغیرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا:

اِنَّ اللّٰہَ حَرَّمَ عَلَیۡکُمۡ عُقُوقَ الاُمَّھَاتِ[1]

بے شک اللہ تعالیٰ نے تم لوگوں پر ماؤں کی نافرمانی حرام کی ہے۔

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ ماں کی نافرمانی حرام ہے۔ جو شخص اپنی ماں کی نافرمانی کرتا ہے وہ حرام فعل کا مرتکب اور بدترین گنہ گار ہے اور قیامت کے دن سخت سزا کا مستحق ہے۔

والدین کی نافرمانی بدترین گناہ ہے:

حدیث: حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: کیا میں تم لوگوں کو بڑے سے بڑے گناہوں سے آگاہ نہ کروں؟ صحابہ کرام نے عرض کیا: حضور ضرور آگاہ فرمائیں۔ آپ نے فرمایا ”خدا کے ساتھ کسی کو شریک بنانا اور ماں باپ کی نافرمانی کرنا یہ دونوں بہت بڑے گناہ ہیں۔ پھر آپ بیٹھ گئے اور فرمایا کہ جھوٹی گواہی دینا بھی بہت بڑا گناہ ہے۔“ [2]

اس حدیث میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے والدین کی نافرمانی کو شرک و کفر کے ساتھ ذکر فرما کر یہ بتایا ہے کہ والدین کی نافرمانی بدترین گناہ ہے۔

حدیث: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ایک روز رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مسجد میں تشریف فرما تھے اور صحابہ کرام بھی موجود تھے۔ حضور نے فرمایا: ”وہ ذلیل ہے۔ وہ ذلیل ہے۔ وہ ذلیل ہے۔“ صحابہ نے عرض کیا: ”یارسول اللہ! کون ذلیل ہے؟“ تو حضور نے فرمایا: ”ذلیل وہ ہے جس نے اپنے بوڑھے ماں باپ کو یا ان میں سے کسی ایک کو پایا اور ان کی خدمت کر کے جنت حاصل نہ کی۔“[3]

١: بخاری شریف
٢: ترمذی شریف
٣: مسلم شریف

نافرمان اولاد جنت سے محروم ہے:

حدیث: حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مَنّان (احسان جتانے والا) ماں باپ کا نافرمان اور شرابی یہ تین شخص جنت میں داخل نہ ہوں گے۔[۱]

نافرمان اولاد کی اس سے زیادہ بدنصیبی کیا ہوگی کہ مرنے کے بعد جنت اور جنت کی نعمتوں سے محروم رہے گی۔ ایسے لوگوں کو چاہیے کہ اس حدیث کے مضمون پر غور کریں، اپنی بدنصیبی پر آنسو بہائیں اور اپنے ماں باپ کی فرماں برداری کریں۔

والدین کی نافرمانی کی سزا دنیا میں بھی ملے گی۔

حدیث: حضرت ابوبکرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ خدا (شرک وکفر کے علاوہ) جس گناہ کو چاہے گا بخش دے گا مگر والدین کی نافرمانی کو نہیں بخشے گا بلکہ موت سے پہلے دنیا میں بھی سزا دے گا۔[۲]

رات دن کا مشاہدہ ہے کہ جو لوگ اپنے ماں باپ کی نافرمانی کرتے ہیں اللہ تعالیٰ ان کو دنیا میں بھی سزا دیتا ہے اور ان پر ذلت وخواری مسلط کر دیتا ہے۔

والدین کی خدمت گزاری:

اولاد کو لازم ہے کہ اپنے ماں باپ کی خدمت کرے اور ان کی خدمت گزاری کو اپنے حق میں سعادت سمجھے۔ حدیث سے ثابت ہے اور رسول پاک کا فرمان ہے کہ والدین کی خدمت نفلی عبادت سے بہتر ہے۔

حدیث: حضرت معاویہ سُلمی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ میرے والد نے بارگاہ

۱: نسائی
۲: بیہقی

رسالت میں حاضر ہوکر عرض کیا: "یارسول اللہ! میں جہاد میں جانا چاہتا ہوں"۔ رسول اللہ ﷺ نے ان سے دریافت کیا: "تمھاری والدہ زندہ ہیں یا نہیں؟ "انھوں نے بتایا کہ "میری والدہ موجود ہیں۔" یہ سن کر رسول پاک ﷺ نے فرمایا:

فَالْزَمْهَا فَإِنَّ الجنَّةَ عِنْدَ رِجْلِهَا[1]

پس تو ماں کی خدمت کر اس لیے کہ جنت اس کے قدموں کے پاس ہے۔

حدیث: حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص یمن سے ہجرت کرکے مدینہ منورہ آگیا۔ جب رسول اللہ ﷺ کو معلوم ہوا تو حضور نے اس کو بلاکر دریافت کیا کہ "یمن میں تمھارے رشتہ دار ہیں یا نہیں؟" اس نے بتایا کہ "وہاں میرے والدین ہیں۔" حضور نے دریافت کیا کہ "انھوں نے تم کو یہاں آنے کی اجازت دی ہے یا نہیں؟" اس نے کہا "اجازت تو نہیں دی" حضور نے فرمایا "تم واپس جاؤ اور ان کی خدمت کرو"۔[2]

ان دونوں حدیثوں سے معلوم ہوا کہ والدین کی خدمت گزاری نفلی جہاد اور ہجرت سے بہتر ہے۔

والدین کی خوش نودی:

اولاد کو چاہیے کہ اپنے ماں باپ کو خوش رکھے۔ رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے کہ خدا کی خوش نودی والدین کی خوش نودی اور رضامندی پر موقوف ہے۔

حدیث: حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

رِضَا الرَّبِّ فِي رِضَا الْوَالِدِ وَسَخَطُ الرَّبِّ فِي سَخَطِ الْوَالِدِ[3]

۱: نسائی

۲: ابوداؤد

۳: جامع ترمذی

خدا کی خوش نودی باپ کی خوش نودی میں ہے اور اس کی ناراضگی باپ کی ناراضگی میں ہے۔

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ ماں باپ کی خوش نودی اور رضا مندی سے خدا خوش ہوتا ہے اور ان کی ناراضگی سے خدا ناراض ہو جاتا ہے۔ پس اولاد کا فرض ہے کہ اپنے ماں باپ کو خوش رکھنے کی کوشش کرے تاکہ اللہ اور رسول کی خوش نودی حاصل ہو سکے۔

حدیث: حضرت ابو الدّردا رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو یوں فرماتے ہوئے سنا ہے کہ جنت کے دروازوں میں سے بہترین دروازہ باپ ہے، تجھے اختیار ہے کہ تو اس کی حفاظت کرے یا ضائع کر دے۔(۱)

اس حدیث کا مطلب صاف ظاہر ہے کہ ماں باپ کی خوش نودی جنت حاصل کرنے کا بہترین ذریعہ ہے۔

والدین کے ساتھ حسن سلوک:

اولاد کا فریضہ ہے کہ اپنے والدین کے ساتھ حسن سلوک سے پیش آئے اور ان کے احسانات کو فراموش نہ کرے۔ ماں حمل کے زمانے سے بچہ کی پیدائش کے وقت تک کیسی کیسی مشقتیں جھیلتی اور تکلیفیں اٹھاتی ہے پھر جب بچہ پیدا ہوتا ہے تو اس کو خونِ جگر پلا کر پالتی اور پرورش کرتی ہے۔ خود تکلیفیں اٹھاتی اور بچہ کو آرام پہنچاتی ہے۔

اسی طرح باپ اولاد کو محبت سے کھلاتا، پلاتا اور تمام ضروریات زندگی کی کفالت کرتا ہے۔ پسینہ بہا کر جو کچھ کماتا ہے اسے اولاد پر خرچ کرتا ہے۔ بسا اوقات ایسا بھی ہوتا ہے کہ خود بھوکا رہتا ہے لیکن اولاد کا پیٹ بھرتا ہے۔ غرض یہ ہے کہ والدین بڑی بڑی مشقتیں جھیل کر اولاد کو پالتے اور پرورش کرتے ہیں، اسی لیے اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں بار بار ارشاد فرمایا ہے:

وَبِالْوَالِدَيْنِ اِحْسَانًا(۲)

ماں باپ سے نیک سلوک کرو۔

۱: جامع ترمذی

۲: سورہ: بقرہ، آیت: ۸۳، پارہ: ۲

صحیح حدیث سے ثابت ہے کہ اولاد کے نیک سلوک کے سب سے زیادہ حق دار ماں باپ ہی ہیں۔

حدیث: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے دریافت کیا "یارسول اللہ! میرے نیک سلوک کا کون زیادہ حق دار ہے؟ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: تیری والدہ۔" اس نے پوچھا "پھر کون؟" آپ نے فرمایا: "تیری والدہ۔" اس نے کہا پھر کون؟ آپ نے فرمایا "تیری والدہ۔" جب اس نے چوتھی بار پوچھا تو حضور نے فرمایا:

ثُمَّ أَبَاكَ، ثُمَّ أَدْنَاكَ فَأَدْنَاكَ۔ (۱)

پھر اپنے باپ سے نیک سلوک کرو پھر جو جتنا قریب ہو۔

حدیث: حضرت مِقدام رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو یوں فرماتے ہوئے سنا کہ اے لوگو! اللہ تعالیٰ تم کو حکم دیتا ہے کہ تم اپنی ماں کے ساتھ اچھا سلوک کیا کرو۔ پھر دوبارہ سن لو کہ اللہ تعالیٰ تم کو حکم دیتا ہے کہ تم اپنی ماں کے ساتھ اچھا سلوک کیا کرو۔ اس کے بعد تم کو یہ بھی حکم دیتا ہے کہ تم باپ کے ساتھ اچھا سلوک کرو۔ (۲)

چوں کہ ماں کم و بیش نو مہینے تک بچے کو پیٹ میں رکھتی ہے پھر پیدائش کے وقت وضع حمل کی تکلیف اٹھاتی ہے۔ پھر دو برس تک چھاتی سے لگا کر دودھ پلاتی ہے اس لیے اولاد کے حسن سلوک کی، باپ کی بہ نسبت ماں زیادہ مستحق ہے اسی بنا پر دونوں حدیثوں میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حسن سلوک کے سلسلہ میں ماں کو پہلے ذکر فرمایا ہے۔

حدیث: حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے دریافت کیا: "یارسول اللہ! کون سا عمل اللہ تعالیٰ کو زیادہ پسند ہے؟" حضور نے فرمایا: "وقت پر نماز پڑھنا۔" میں نے پوچھا "پھر کون سا عمل؟" حضور نے فرمایا "اپنے ماں باپ کے ساتھ نیکی کرنا۔" میں نے دریافت کیا "پھر کون سا عمل؟" تو حضور

۱: بخاری
۲: الادب المفرد

نے فرمایا"راہ خدا میں جہاد کرنا۔" (۱)

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ ماں باپ کے ساتھ اچھا سلوک کرنا(نفلی) جہاد سے بہتر ہے۔

والدین سے محبت:

اولاد کو لازم ہے کہ ماں باپ کو اپنے لیے خدا کی نعمت سمجھے ان کی قدر کرے اور ان سے محبت کا برتاؤ کرے۔ رسول پاک کا ارشاد ہے کہ ماں باپ کو محبت بھری نظر سے دیکھنے میں حجِّ مبرور کے ثواب کے برابر اجر و ثواب ملتا ہے۔

حدیث: حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا:

مَا مِنْ وَلَدٍ بَارٍّ يَنْظُرُ إِلَى وَالِدَيْهِ نَظْرَةَ رَحْمَةٍ إِلَّا كَتَبَ اللهُ لَهُ بِكُلِّ نَظْرَةٍ حَجَّةً مَبْرُورَةً

جب کوئی نیک لڑکا اپنے والدین کی طرف محبت کی نظر سے دیکھتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے لیے ہر نظر کے بدلے میں حجِّ مقبول کا ثواب لکھتا ہے۔

صحابۂ کرام نے دریافت کیا کہ "یارسول اللہ! اگر کوئی روزانہ سو بار دیکھے تو کیا اس کو روزانہ سو حج کا ثواب ملے گا؟" حضور نے فرمایا: بے شک اللہ تعالیٰ بزرگ و برتر ہے۔ اس کو یہ بات کچھ مشکل نہیں۔ (۲)

والدین کی بددعا کا اثر:

اولاد کو چاہیے کہ ماں باپ کو ہمیشہ خوش رکھنے کی کوشش کرے اور کوئی ایسا کام نہ کرے جس سے ان کا دل دکھے اور ان کی زبان سے بددعا نکلے اور اولاد کی بربادی کا باعث بنے۔ صحیح حدیث ہے کہ ماں باپ کی بددعا بڑی جلدی قبول ہوتی ہے۔

۱: بخاری شریف
۲: بیہقی

حدیث: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

ثَلَاثُ دَعَوَاتٍ مُسْتَجَابَاتٌ لَهُنَّ، لَا شَكَّ فِيهِنَّ: دَعْوَةُ الْمَظْلُومِ، وَدَعْوَةُ الْمُسَافِرِ، وَدَعْوَةُ الْوَالِدِ عَلَى وَلَدِهِ[1]

تین دعائیں بلاشک وشبہہ مقبول ہیں۔ مظلوم کی دعا، مسافر کی دعا اور والدین کی بددعا اپنی اولاد پر۔

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ ماں باپ کی بددعا بلاشبہہ قبول ہوتی ہے۔ اولاد کو چاہیے کہ ماں باپ کی بددعا سے ڈرے اور کوئی ایسا کام نہ کرے جس سے ان کے دل کو صدمہ پہنچے بلکہ ان کو خوش رکھنے کی کوشش کرے اور ان سے نیک دعائیں حاصل کرے۔

ایک عابد کا واقعہ:

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ بنی اسرائیل میں جُرَیج نامی ایک عابد تھا نہایت متقی اور پرہیزگار تھا۔ ایک دن اس کی ماں بیٹے سے ملنے آئی اور عبادت خانے کے دروازے پر آواز دی۔ عابد نے ماں کی آواز سنی مگر دروازہ نہ کھولا اور عبادت میں مشغول رہا۔ ماں اس وقت واپس چلی گئی۔ پھر دوسرے اور تیسرے دن بھی آئی اور بیٹے کو پکارا۔ لیکن عابد نے دروازہ نہ کھولا۔ وہ ممتا کی ماری مایوس واپس ہوئی اور اس کی زبان سے یہ بددعا نکلی:

اَللّٰهُمَّ لَا تُمِتْهُ حَتّٰى يَنظُرَ اِلٰى وُجُوهِ الْمُومِسَاتِ

اے اللہ! اس کو مرنے سے پہلے زانی عورتوں کی صورت دکھادے۔

اس زمانہ میں وہاں ایک حسینہ تھی۔ اس نے جریج کو گناہ میں ملوث کرنا چاہا اور ایک دن اسی ارادہ سے تنہائی کے وقت عبادت خانہ میں داخل ہوگئی۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے عابد کی حفاظت فرمائی۔ جب عابد نے اس کی طرف کوئی توجہ نہ کی تو وہ اپنی ناکامی پر شرمندہ ہوکر عبادت خانہ سے باہر نکلی اور راستہ میں اس نے ایک چرواہے سے منہ کالا کیا اور حاملہ ہوگئی۔ جب بچہ پیدا ہوا اور اس سے دریافت کیا گیا تو اس نے عابد کو بدنام کیا اور کہا کہ یہ

1: الادب المفرد، باب دعوۃ الوالدین ۱۴/ ترمذی

جریج عابد کا بچہ ہے۔ جب وہاں لوگوں کو یہ بات معلوم ہوئی تو انھوں نے غصہ میں عابد کو مارا پیٹا اور عبادت خانہ کو مسمار کر دیا۔

عابد نے لوگوں سے کہا کہ تم لوگ مجھے کیوں مارتے ہو؟ میں نے کیا جرم کیا ہے؟
لوگوں نے بتایا کہ فلاں عورت کے بچہ پیدا ہوا ہے وہ کہتی ہے کہ بچہ تیرا ہے۔ یہ سن کر عابد نے کہا اس بچہ کو یہاں لاؤ اور خود نماز کی نیت باندھ کر کھڑا ہو گیا جب نماز سے فارغ ہوا تو اس نے دیکھا کہ ایک شیر خوار بچہ اسی حسینہ بدکار کی گود میں سامنے موجود ہے۔ عابد نے شیر خوار بچے کو مخاطب کرکے پوچھا "اے بچے! تیرا باپ کون ہے؟" اللہ تعالیٰ نے اس شیر خوار بچے کو قوت گویائی عطا فرمائی اور اس نے کہا "میری ماں نے تم پر تہمت لگائی ہے میرا باپ فلاں چرواہا ہے۔" شیر خوار بچے کی زبان سے یہ بات سن کر تمام لوگ تعجب میں رہ گئے اور عابد کی کرامت سے متاثر ہو کر سب نے اپنی غلطی کی معافی مانگی اور یہ درخواست کی کہ اگر اجازت ہو تو ہم سب مل کر آپ کا عبادت خانہ سونے کا بنا دیں۔ عابد نے منع کیا اور کہا میرا عبادت خانہ جیسا تھا ویسا ہی بنا دو۔

ایک روایت میں یہ بھی ہے کہ وہ عابد مسکرایا۔ جب لوگوں نے اس سے مسکرانے کا سبب پوچھا تو اس نے کہا کہ یہ جو کچھ ہوا ہے میری ماں کی بددعا کا نتیجہ تھا۔ ورنہ کچھ بھی نہ تھا۔
اولاد کو چاہیے کہ ماں باپ کی بددعا سے ڈرتی رہے اور ایسا کوئی کام نہ کرے جس سے ان کے دل کو صدمہ پہنچے۔

والدین کے لیے دعا واستغفار:

ماں باپ کے انتقال کے بعد ان کے ساتھ حسن سلوک کی صورت یہ ہے کہ اولاد ان کے لیے دعا واستغفار اور ان کے دوستوں کے ساتھ نیک سلوک کرتی رہے۔

حدیث: حضرت ابو اسید ساعدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ایک دن ہم لوگ حضور کی خدمت میں بیٹھے ہوئے تھے۔ اچانک ایک شخص حاضر ہوا اور اس نے پوچھا "یا رسول اللہ! والدین کے انتقال کے بعد اب کوئی صورت ہے کہ میں ان سے نیک سلوک کروں؟" رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا:

نَعَمْ ، الصَّلاۃُ عَلَیْھِمَا وَالِاسْتِغْفَارُ لَھُمَا وَاِکْرَامُ صَدِیْقِھِمَا[۱]

ہاں والدین کے لیے دعا واستغفار کرنا اور ان کے دوستوں کا اکرام کرنا۔ (یہی ان سے نیک سلوک ہے)

حدیث: حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا جب کوئی نافرمان لڑکا اپنے والدین کے انتقال کے بعد اپنی نافرمانیوں پر نادم ہوکر ان کے لیے دعا واستغفار کرتا رہتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کا نام بھی فرماں برداروں میں لکھ دیتا ہے۔[۲]

اللہ تعالیٰ مسلمان بچوں اور نوجوانوں کو اپنے ماں باپ کی فرماں برداری، اطاعت شعاری اور خدمت گزاری کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

اولاد کے حقوق

جس طرح اولاد پر فرض ہے کہ اپنے ماں باپ کے حقوق ادا کرے اسی طرح ماں باپ کو لازم ہے کہ وہ بھی اپنی اولاد کے حقوق ادا کرنے سے غافل نہ رہیں۔

اولاد سے محبت:

والدین کو چاہیے کہ اپنی اولاد کو پیار و محبت سے پرورش کریں۔ اسلام میں اولاد کی محبت پسندیدہ اور مرغوب ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو بھی اپنی اولاد سے بے حد محبت تھی۔

اولاد سے رسول پاک کی محبت:

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جس وقت اپنی پیاری بیٹی فاطمہ زہرا کو دیکھتے تھے تو آپ کے چہرۂ مبارک پر خوشی اور مسرت کے آثار ظاہر ہونے لگتے تھے۔

حدیث: حضرت مِسور بن مخرمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ فاطمہ میرے جسم کا ٹکڑا ہے جس نے اسے ناراض کیا اس نے مجھے ناراض کیا۔[۳]

۱: ابوداؤد و نسائی

۲: بیہقی

۳: بخاری و مسلم

اس حدیث میں رسول اللہ ﷺ نے اسی انس و محبت کا اظہار فرمایا ہے جوماں باپ کواپنی اولاد سے ہونی چاہیے۔

حدیث: حضرت جمیع ابن عمیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے دریافت کیاکہ رسول اللہ ﷺ کوسب سے زیادہ کس سے محبت تھی؟ توانھوں نے فرمایاکہ حضور کوسب سے زیادہ محبت فاطمہ زہرا سے تھی۔[۱]

صحیح حدیث سے ثابت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کو اپنے نواسوں سے بھی بے پناہ محبت تھی۔ بسااوقات خود بھی اپنی زبان مبارک سے محبت کا اقرار فرماتے تھے۔

حدیث: حضرت اسامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یوں دعا کرتے سنا ہے کہ اے اللہ میں حسن وحسین سے محبت کرتا ہوں توبھی ان دونوں سے محبت کراوران سے بھی محبت کرجوان دونوں سے محبت کریں۔[۲]

ایک مرتبہ ایک دیہاتی حاضر ہوا کہنے لگا کیا آپ لوگ بچوں کو پیار کرتے ہیں؟ ہم لوگ توبچوں کوپیار نہیں کرتے۔ یہ سن کر حضور نے فرمایا:

أَوَأَمْلِكُ لَكَ أَنْ نَزَعَ اللّٰهُ مِنْ قَلْبِكَ الرَّحْمَةَ[۳]

اگر خدا نے تیرے دل سے محبت سلب کرلی تومیں کیاکروں۔

اسی طرح رسول اللہ ﷺ کواپنے پیارے بیٹے حضرت ابراہیم سے بھی بے حد محبت تھی جس زمانہ میں حضرت ابراہیم ابویوسف حداد کے یہاں ایام رضاعت گزار رہے تھے اس زمانہ میں حضور خود ابویوسف کے یہاں تشریف لے جاتے اور حضرت ابراہیم کو پیار و محبت سے گود میں لیتے اوران کی پیشانی چومتے۔

حدیث: حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک دن میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ابویوسف کے یہاں گیا۔ میں نے دیکھا کہ رسول پاک نے اپنے صاحبزادے

۱: ترمذی شریف

۲: ترمذی

۳: بخاری ومسلم

ابراہیم کو بڑی محبت سے گود میں لیا اور پیشانی کو چوما۔[۱]

اس حدیث سے صاف ظاہر ہے کہ رسول اللہ ﷺ کو اپنے صاحب زادے سے بڑی محبت تھی۔ اور آپ نے اپنے پاکیزہ عمل سے اسی انس و محبت کا اظہار فرمایا جو شفیق باپ کو اپنی اولاد سے ہونا چاہیے۔

حدیث: حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ جس وقت رسول اللہ ﷺ کے صاحب زادے حضرت ابراہیم نزع کے عالم میں تھے اور آخری ہچکیاں لے رہے تھے اس وقت رسول پاک کی آنکھوں سے اشک جاری تھے۔ عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے رسول پاک کی یہ حالت دیکھ کر عرض کیا: "یا رسول اللہ! آپ کا بھی یہ حال ہے حالاں کہ آپ اللہ کے رسول ہیں۔" یہ سن کر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "یہ محبت و رحمت کے آثار ہیں۔" پھر آپ نے آنسو بہاتے ہوئے فرمایا:

إِنَّ الْعَيْنَ تَدْمَعُ وَالْقَلْبَ يَحْزَنُ وَلَا نَقُولُ إِلَّا مَا يَرْضَى رَبُّنَا وَإِنَّا بِفِرَاقِكَ يَا إِبْرَاهِيمُ لَمَحْزُونُونَ[۲]

بلاشبہ آنکھیں آنسو بہاتی ہیں اور دل غمگین ہے اور ہم وہی کہتے ہیں جس سے ہمارا رب راضی ہے اور ہم اے ابراہیم تمہاری جدائی سے ضرور غمگین ہیں۔

ان حدیثوں سے ظاہر ہے کہ اسلام میں اولاد سے محبت کرنا پسندیدہ چیز ہے۔ مسلمانوں کو چاہیے کہ رسول پاک کی پاکیزہ سیرت سے محبت کا سبق حاصل کریں۔

لڑکوں کو لڑکیوں پر ترجیح دینا منع ہے:

بعض لوگ لڑکوں سے زیادہ محبت کرتے ہیں اور لڑکیوں کو حقیر و ذلیل سمجھتے ہیں بلکہ بعض نادان ان کی پیدائش پر ناک بھوں چڑھاتے ہیں اور ان کے وجود کو اپنے اوپر بار خیال کرتے ہیں، یہ بات اسلامی تعلیمات کے خلاف ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے

۱: بخاری و مسلم
۲: بخاری و مسلم

بیٹوں کو بیٹیوں پر ترجیح دینے سے منع فرمایا ہے۔

حدیث: حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا:

مَنْ كَانَتْ لَهُ أُنْثَى فَلَمْ يَئِدْهَا وَلَمْ يُهِنْهَا وَلَمْ يُؤْثِرْ وَلَدَهُ عَلَيْهَا، أَدْخَلَهُ اللهُ الْجَنَّةَ[1]

جس کے لڑکی ہو پھر وہ اس لڑکی کو زندہ درگور نہ کرے، نہ اس کو ذلیل سمجھے اور نہ لڑکے کو اس پر ترجیح دے تو اللہ تعالیٰ اس کو جنت میں داخل کرے گا۔

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ بیٹے کو بیٹی پر ترجیح دینا منع ہے بلکہ دونوں کے ساتھ یکساں سلوک کرنا چاہیے یعنی لڑکوں کے برابر لڑکیوں سے محبت کرنا چاہیے۔ ان کے برابر ہی ان کو کھانے پہننے کو دینا چاہیے اور لڑکوں کے برابر ہی ان کی تعلیم و تربیت کی طرف توجہ کرنا چاہیے صرف یہ خیال رکھنا چاہیے کہ لڑکوں کو وہ تعلیم دی جائے جو ان کے لیے مفید ہو اور لڑکیوں کو وہ تعلیم دی جائے جو ان کے حق میں نفع بخش ہو اور وہ مستقبل میں بہترین مائیں بن کر اولاد کو صحیح معنوں میں مسلمان بنا سکیں۔

لڑکیوں کی محبت پر جنت کی بشارت:

حدیث: حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص تین لڑکیوں یا تین بہنوں کی پرورش کرے، شرعی آداب سکھائے اور ان سے پیار و محبت سے پیش آئے یہاں تک کہ وہ اس سے بے نیاز ہو جائیں تو اللہ تعالیٰ اس شخص کو جنت میں ضرور داخل کرے گا۔ کسی نے دریافت کیا یا رسول اللہ! اگر کوئی دو لڑکیوں کو محبت سے پرورش کرے اس کے لیے کیا ثواب ہے؟

حضور نے فرمایا اس کے لیے بھی جنت ہے۔ پھر اس نے پوچھا یا رسول اللہ! اگر کوئی ایک لڑکی کو محبت سے پالے اور پرورش کرے تو اس کے لیے کیا ہے؟ تو حضور نے فرمایا

ا: ابوداؤد

اللہ تعالیٰ اس کو بھی جنت عطا فرمائے گا۔ (۱)

حدیث: حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا:

مَنْ عَالَ جَارِيَتَيْنِ حَتَّى تَبْلُغَا جَاءَ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ أَنَا وَهُوَ هٰكَذَا وَضَمَّ أَصَابِعَهُ۔ (۲)

جس نے دو لڑکیوں کی پرورش کی یہاں تک کہ وہ بالغ ہوگئیں تو میں اور وہ قیامت کے دن اس طرح قریب ہوں گے دونوں انگلیوں کو ملا کر بتایا۔

حدیث: ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ ایک دفعہ ایک عورت اپنی دو بچیوں کو ہمراہ لے کر میرے پاس آئی اور مجھ سے کچھ سوال کیا۔ اس وقت میرے پاس ایک کھجور تھی میں نے اٹھا کر اس کو دے دی۔ اس نے اس کھجور کے دو ٹکڑے کیے اور ایک ایک ٹکڑا دونوں بچیوں کو دے دیا۔ اور خود کچھ بھی نہ لیا۔ مجھے اس کی حالت پر بڑا ترس آیا۔ جب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم گھر میں تشریف لائے تو میں نے یہ واقعہ سنایا۔ حضور نے فرمایا: جو لوگ اپنی بچیوں کو پیار محبت سے پرورش کریں گے تو وہ بچیاں ان کے لیے جہنم سے آڑ بن جائیں گی۔ (۳)

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ارشاد سے معلوم ہوا کہ لڑکیوں سے محبت کرنا اور ان کو پالنا پرورش کرنا بڑے ثواب کا کام ہے، رسول پاک سے قرب کا ذریعہ ہے۔

اولاد کو حلال کمائی سے کھلاؤ:

اولاد کے حقوق میں سے ایک حق ماں باپ پر یہ بھی ہے کہ وہ اپنی اولاد کو حلال کمائی سے کھلائیں حرام کمائی سے خود بھی بچیں اور اپنی اولاد کو بھی بچائیں۔

شرح شرعۃ الاسلام میں ہے:

۱: شرح السنّۃ
۲: مسلم
۳: بخاری و مسلم

وَمِنْ حَقِّ الْوَلَدِ عَلَى الْوَالِدَيْنِ اَنْ لَّا يَرْزُقَهُ اِلَّا حَلَا لاً طَيِّباً

اولاد کا حق باپ پر یہ بھی ہے کہ اس کو صرف حلال روزی سے کھلائے۔

حدیث: حضرت ابودردا رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ایک دفعہ امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بچپن کے زمانے میں صدقات کی کھجوروں میں سے ایک کھجور اٹھا کر منہ میں رکھ لی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فوراً حسن کے منہ سے اگلوادی اور فرمایا:

پیارے بیٹے! کیا تمھیں معلوم نہیں کہ ہمارا خاندان صدقہ نہیں کھاتا۔(1)

مسئلہ: صدقہ کا مال رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اہل بیت پر حرام ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنے اس عمل سے امت کو سبق دیا ہے کہ تم اپنی اولاد کو حلال غذا سے پرورش کرو اور حرام غذا سے خود بھی پرہیز کرو اور اپنے بچوں کو بھی بچاؤ۔

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قیامت کے دن ایک ایسے شخص کو جس کی نیکیاں پہاڑوں کے مانند ہوں گی میزانِ عدل کے پاس بلایا جائے گا اور اس سے پوچھا جائے گا کہ تو نے اپنے اہل و عیال کو نفقہ کہاں سے دیا؟ پھر اس پر اس کی گرفت ہوگی اور اس کی ساری نیکیاں ضائع کردی جائیں گی اور اعلان کیا جائے گا کہ یہ وہ بدنصیب انسان ہے جس کی ساری نیکیاں اس کے سارے اہل وعیال کھا گئے۔ اس کے بعد اس کو جہنم میں ڈالا جائے گا یہ اس شخص کا حال ہوگا جو حرام کی روزی سے اپنے اہل وعیال کو پالتا تھا۔

مسلمانوں کا فرض ہے کہ حرام کمائی سے پرہیز کریں اور جائز طریقے سے حلال روزی حاصل کر کے اپنے اہل وعیال کی پرورش کریں۔

اولاد کی تعلیم وتربیت:

والدین کا فرض ہے کہ اپنی اولاد کی تعلیم وتربیت کے بارے میں اپنی ذمہ داری محسوس کریں اور اس بات کا شروع سے خیال رکھیں کہ دنیاوی تعلیم سے پہلے شرعی آداب سکھائیں اور مذہبی تعلیم دیں۔ اگر اس میں ذرا بھی کوتاہی برتی گئی اور اولاد مذہب اور مذہبی

1: بخاری ومسلم

احکام سے دور ہوگئی تو اس جرم میں قیامت کے دن اولاد ہی ماخوذ نہ ہوگی بلکہ والدین بھی پکڑے جائیں گے۔ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا قُوۡۤا اَنۡفُسَكُمۡ وَ اَهۡلِیۡكُمۡ نَارًا[۱]

اے ایمان والو! اپنی جانوں کو اور اپنے اہل وعیال کو آگ سے بچاؤ۔

اس آیت پاک کی تفسیر میں حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ تم خود گناہوں سے بچو۔ خدا کی فرماں برداری کرو۔ اپنی اولاد کو بھلائی کا حکم دو۔ برائی سے منع کرو۔ شرعی آداب سکھاؤ۔ اور مذہبی تعلیم دو۔[۲]

اس آیت اور تفسیر سے معلوم ہوا کہ مسلمانوں کو جہنم کی آگ سے نجات حاصل کرنے کے لیے جس طرح خود خدا کی نافرمانی سے بچنا ضروری ہے اسی طرح اپنی اولاد کو بچانا بھی ضروری ہے اور اس کی صورت یہی ہے کہ ان کو مذہبی تعلیم دے کر ان کے دل ودماغ میں دین کی باتوں کو پیوست کر دیا جائے۔

مذہبی تعلیم کی اَوَّلِیَّت:

تجربات شاہد ہیں کہ بچپن کی باتیں دل پر نقش ہوجاتی ہیں اور تمام عمر اپنا اثر رکھتی ہیں۔ اس لیے اسلام نے ضروری قرار دیا ہے کہ بچوں کو سب سے پہلے مذہبی تعلیم دی جائے۔

حدیث: صحیح حدیث ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:

اِذَا اَفۡصَحَ الۡوَلَدُ فَلۡیُعَلِّمۡهُ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوۡلُ اللّٰهِ[۳]

جب بچہ بولنا شروع کرے تو اس کو کلمۂ اسلام لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ سکھائیں۔

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ بچہ کی زبان کھلنے کے بعد سب سے پہلے دین ومذہب کا پہلا سبق کلمۂ توحید ورسالت پڑھایا جائے۔

۱: سورہ تحریم: آیت:۶، پارہ:۲۸
۲: خازن، معالم
۳: حصن حصین

حدیث: حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اولاد کا باپ پر یہ حق ہے کہ وہ بچہ کا اچھا نام رکھے اور دینی آداب سکھائے۔(۱)

حدیث: حضرت ابوسعید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس شخص کے یہاں بچہ پیدا ہو تو اس کو چاہیے کہ اس کا بہترین نام رکھے اور اس کو دینی آداب سکھائے۔(۲)

ان دونوں حدیثوں سے صاف ظاہر ہے کہ بچوں کو تدریجاً دین اور دینی احکام کا سبق دیا جائے۔ یہاں تک کہ بچہ عقائد و فرائض اور دیگر ضروریاتِ دین سے واقف ہو جائے۔

حدیث: حضرت عمرو بن سعید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ کوئی باپ اپنی اولاد کو اس سے بہتر عطیہ نہیں دے سکتا کہ وہ اس کو اچھی تعلیم دے۔(۳)

اولاد کو دینی تعلیم پر اجر و ثواب:

حدیث: حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ باپ کا اپنی اولاد کو ادب کی کوئی بات سکھانا ایک صاع خیرات کرنے سے بہتر ہے۔(۴)

تمام محدثین کا اس بات پر اتفاق ہے کہ حدیث میں آداب سے شرعی آداب ہی مراد ہیں۔ والدین اپنی اولاد کو دنیاوی تعلیم دیں مگر پہلے بقدر ضرورت علم دین سکھا دیں تا کہ اسلامی عقائد و فرائض اور دین کے ضروری احکام سے واقف ہو جائیں اور دور حاضر میں کفر و الحاد کے خاموش حملوں سے پسپانہ ہونے پائیں۔

اولاد کی شادی:

اولاد کے حقوق میں سے ایک حق ماں باپ پر یہ بھی ہے کہ جب بچے اور بچیاں بالغ

۱: احکام القرآن
۲: بیہقی، مشکاۃ
۳: ترمذی
۴: ترمذی

ہوجائیں تو جلد از جلد ان کی شادی کردیں تاکہ وہ اپنی عفت وعصمت کو محفوظ رکھ سکیں۔

حدیث: حضرت ابوسعید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

مَن وُلِدَ لَهُ وَلَدٌ فَلْيُحسِنِ اسْمَهُ وَأَدَبَهُ فَإِذَا بَلَغَ فَلْيُزَوِّجهُ فَإِنْ بَلَغَ وَلَمْ يُزَوِّجهُ فَأَصَابَ إِثْمًا فَإِنَّمَا إِثْمُهُ عَلَى أَبِيْهِ[1]

جس کے یہاں کوئی بچہ ہو اس کو چاہیے کہ بچے کا اچھا نام رکھے اور آداب شرعی سکھائے پھر جب بالغ ہوجائے تو اس کی شادی کردے اگر بالغ ہونے پر شادی نہیں کی اور وہ کسی گناہ کا مرتکب ہوا تو اس کا وبال باپ پر ہوگا۔

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ بچوں اور بچیوں کے بالغ ہونے کے بعد شادی میں تاخیر کرنا مناسب نہیں۔ اللہ تعالیٰ والدین کو اپنی اولاد کے حقوق ادا کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔(آمین)

بیوی کے حقوق

جس طرح بیوی کو لازم ہے کہ شوہر کے حقوق ادا کرے اسی طرح شوہر پر فرض ہے کہ بیوی کے حقوق ادا کرنے میں کسی قسم کی کوتاہی نہ برتے۔

بیوی کا نفقہ:

شوہر کا فرض ہے کہ بیوی کا نفقہ ادا کرے یعنی کھانا کپڑا اور رہنے کے لیے مکان دے اور اس کو ان تمام ضروریات سے بے نیاز کردے جو اس کے لیے ضروری ہیں۔

اللہ کا فرمان ہے:

لِيُنْفِقْ ذُوْ سَعَةٍ مِّنْ سَعَتِهٖ[2]

وسعت والے کو چاہیے کہ اپنی وسعت کے موافق مطابق نفقہ دے۔

اگر شوہر کی آمدنی تنگ ہو اور زیادہ گنجائش نہ ہو تو اس کے بارے میں ارشاد ہے:

۱: بیہقی

۲: سورہ طلاق: آیت: ۷، پارہ: ۲۸

وَمَنْ قُدِرَ عَلَيْهِ رِزْقُهٗ فَلْيُنْفِقْ مِمَّآ اٰتٰىهُ اللّٰهُ[1]

اور جس کی آمدنی نپی تلی ہو تو اس کو چاہیے کہ اللہ نے اس کو جو کچھ دیا ہے اسی میں سے نفقہ دے۔

ان آیات پاک سے اللہ تعالیٰ نے شوہروں کو حکم دیا ہے کہ وہ اپنی گنجائش کے مطابق اپنی بیویوں کو نفقہ ادا کریں۔

نفقہ بند کرنا گناہ ہے:

حدیث: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ انسان کے گنہ گار ہونے کے لیے یہ بات کیا کم ہے کہ بیوی بچوں کا کھانا بند کردے۔[2]

اس حدیث سے صاف ظاہر ہے کہ بیوی کا نفقہ بند کرنا بدترین گناہ ہے۔ شوہر کو چاہیے کہ اپنی ذمہ داری کو محسوس کرے اور بیوی کا نفقہ دینے میں کوتاہی نہ کرے۔[3]

بیوی کا دین مہر:

شوہر پر بیوی کے حقوق ادا کرنے کی جو ذمہ داریاں عائد ہیں ان میں سے ایک بڑی ذمہ داری یہ بھی ہے کہ وہ اپنی بیوی کا دین مہر ادا کرے کہ اس کے بارے میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے بڑی تاکید فرمائی ہے۔

حدیث: حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نکاح کی شرط (یعنی مہر) کا سب سے زیادہ خیال رکھو۔[4]

اس حدیث سے ظاہر ہے کہ بیوی کا دین مہر شوہر کے ذمہ واجب ہے اور اس کا ادا

۱: ایضًا

۲: مسلم

۳: بعض شرپسند شوہر اپنی بیوی کو میکے میں چھوڑ دیتے ہیں پھر نہ اس کو خرچ دیتے ہیں اور نہ ہی طلاق دے کر آزاد کرتے ہیں ایسے لوگ بھی اس وعید میں شامل ہیں اور سخت ترین مجرم۔ ۱۲ نعمانی قادری۔

۴: بخاری و مسلم

کرنا ضروری ہے اگر اس کے ادا کرنے میں کوتاہی کی تو قیامت کے دن حقوق العباد کے سلسلہ میں سخت گرفت ہوگی اور سزا بھگتنی پڑے گی۔

شوہر کا فرض ہے کہ اپنی بیوی کا مہر ادا کرے اور آخرت کے مؤاخذہ سے ڈرے۔

بیوی کے جذبات کا پاس:

شوہر کے فرائض میں یہ بات بھی ہے کہ اپنی بیوی کے جذبات اور داعیات کو فراموش نہ کرے۔

ایک دفعہ حضر عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے عہد خلافت میں رات کے وقت گشت لگا رہے تھے۔ اتفاقاً ایک مکان سے آپ نے ایک عورت کی آواز سنی جو نہایت درد ناک اشعار پڑھ رہی تھی۔

آپ اسی جگہ کھڑے ہوگئے اور غور سے سننے لگے۔ پھر تحقیق کی تو معلوم ہوا کہ اس عورت کا شوہر جہاد کے سلسلہ میں عرصۂ دراز سے باہر گیا ہوا ہے۔ حضرت عمر فاروق اعظم کے دل پر اس کے جذبۂ محبت کا گہرا اثر پڑا اور تمام سپہ سالاروں کے نام یہ حکم جاری کر دیا کہ جو شخص شادی شدہ ہو وہ اپنی بیوی سے چار مہینے سے زیادہ جدا نہ رہے۔

شوہر کو چاہیے کہ بیوی کے جذبات کا پاس کرے اور زیادہ دنوں تک اپنی بیوی سے جدا نہ رہے۔ اگر پردیس میں زیادہ دنوں تک رہنا ہو تو بیوی کو اپنے ساتھ رکھے۔

بیوی پر ظلم و زیادتی کی ممانعت:

شوہر کا اپنی بیوی کو ستانا، گالیاں دینا اور اس پر ظلم و زیادتی کرنا بدترین گناہ ہے۔ اللہ تعالیٰ نے عورتوں پر ظلم و زیادتی کرنے سے منع فرمایا ہے۔

قرآن شریف میں ہے:

وَلَا تُمۡسِكُوۡهُنَّ ضِرَارًا لِّتَعۡتَدُوۡا ۚ وَمَنۡ يَّفۡعَلۡ ذٰلِكَ فَقَدۡ ظَلَمَ نَفۡسَهٗ [1]

تم اپنی بیویوں کو تکلیف اور ضرر پہنچانے کی نیت سے نہ روک رکھو تاکہ ان پر زیادتی

۱: سورہ بقرہ:۲، آیت:۲۳۱، پارہ:۲

https://alislami.net

کرو۔ اور جو شخص ایسا کرے گا وہ خود اپنے اوپر ظلم کرے گا۔

اس آیت پاک سے معلوم ہوا کہ جو شوہر اپنی بیوی پر ظلم و تعدی کرے گا وہ خود بھی اپنی زندگی کے سکون و اطمینان کو برباد کرکے پریشانیوں میں مبتلا ہو جائے گا۔

حدیث: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ سب سے بُرا آدمی وہ ہے جو اپنی بیوی کو ستائے۔[۱]

خوش خُلقی:

شوہر کا اخلاقی فریضہ ہے کہ اپنی بیوی کے ساتھ خوش اخلاقی سے پیش آئے محبت کا برتاؤ کرے اور جہاں تک ہو سکے اپنی ذات سے خوش رکھنے کی کوشش کرے۔

حدیث: حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ تم میں سے سب سے بہتر وہ شخص ہے جو اپنی بیوی کے ساتھ اچھا سلوک کرے۔[۲]

حدیث: حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یوں فرماتے ہوئے سنا ہے کہ تم میں بہترین انسان وہ ہے جو اپنی بیوی بچوں کے حق میں بہتر ہو اور میں خود بھی اپنے اہل و عیال کے حق میں بہتر ہوں۔[۳]

ترمذی شریف کی ایک روایت میں یہ بھی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ تم میں مومن کامل وہ ہے جس کے اخلاق اچھے ہوں اور اپنی بیوی کے ساتھ نرمی اور مہربانی کا برتاؤ کرے۔ شوہر کو چاہیے کہ اپنی بیوی کے ساتھ خوش خلقی، نرمی اور مہربانی سے پیش آئے اور اپنے پیارے نبی کے حکم پر عمل کرے۔

بیوی کی دل جوئی:

شوہر کو چاہیے کہ باہمی تعلقات کو خوشگوار بنانے کے لیے محبت کے طریقے اختیار

۱: طبرانی شریف
۲: سنن ابن ماجہ
۳: ترمذی شریف

کرے اوراس کی دل جوئی اور دل بستگی کے لیے کسی وقت بے تکلف ہوکر ہنسی مذاق کی باتوں سے اسے خوش کرنے کی بھی کوشش کرے تاکہ دونوں ایک دوسرے سے اس طرح گھل مل جائیں کہ ایک روح دو قالب ہوجائیں۔ صحیح حدیث سے ثابت ہے کہ رسول اللہ ﷺ اپنی بیویوں کی دل جوئی کا بہت خیال رکھتے تھے۔

حدیث:ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بیان فرماتی ہیں کہ میں رسول اللہ ﷺ کے گھر آجانے کے بعد بھی اپنی کم عمری کی وجہ سے گڑیوں سے کھیلا کرتی تھی اور میری چند سہیلیاں تھیں وہ بھی میرے ساتھ کھیلا کرتی تھیں۔ جب حضور گھر میں تشریف لاتے تو میری سہیلیاں شرم کی وجہ سے ادھر ادھر چھپ جاتی تھیں لیکن حضور میری دل بستگی کی خاطر انھیں میرے پاس بھیجوادیتے اور وہ میرے ساتھ کھیلتی رہتی تھیں۔ [۱]

رسول اللہ ﷺ کے اس طریقۂ عمل سے یہ سبق ملتا ہے کہ شوہر کو اپنی بیوی کی دل جوئی اور دل بستگی کا خیال رکھنا چاہیے۔

بیوی سے محبت:

شوہر کو چاہیے کہ اپنی بیوی کو شریک زندگی سمجھ کر اس سے محبت کرے۔ حدیث سے ثابت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کو اپنی بیوی حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے بے حد محبت تھی۔ ان کے انتقال کے بعد بھی آپ ان کو یاد فرمایا کرتے تھے اور ان کی سہیلیوں کے ساتھ حسن سلوک کیا کرتے تھے۔

اسی طرح ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے آپ کی محبت کا یہ عالم تھا کہ ان کی تکلیف کو آپ اپنی تکلیف خیال کرتے تھے۔

حدیث: ایک دفعہ حضرت ام سلمہ نے آپ سے شکایت کی کہ جس دن آپ عائشہ صدیقہ کے یہاں ہوتے ہیں اسی دن لوگ تحفے بھیجتے ہیں تو حضور نے فرمایا:

لَاتُؤْذِیْنِیْ فِیْ عَائِشَةَ

۱: بخاری شریف

عائشہ کے بارے میں مجھے ایذانہ دو۔

مسلمانوں کو چاہیے کہ حضور کی سیرت سے سبق حاصل کریں اوراپنی بیویوں سے محبت اور اچھابرتاؤکریں۔

شوہر کے حقوق

جس طرح شوہر کولازم ہے کہ بیوی کے حقوق اداکرے اسی طرح بیوی پر فرض ہے کہ شوہر کے حقوق اداکرنے میں کسی قسم کی کمی نہ کرے۔

شوہر کاادب واحترام:

بیوی کا فرض ہے کہ اپنے شوہر کی خداداد عظمت کو ملحوظ رکھے اوراس کے ادب واحترام میں کسی قسم کی کوتاہی نہ برتے اور زبان سے کوئی ایساکلمہ نہ نکالے جوشوہر کی شان کے خلاف ہو۔صحیح حدیث سے ثابت ہے کہ اگر کسی کے لیے سجدہ کرنے کی اجازت دی جاتی توعورتوں کوحکم دیاجاتاکہ وہ اپنے شوہروں کوسجدہ کریں۔

حدیث: ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ ایک دن رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مہاجرین اور انصار کی مجلس میں تشریف فرماتھے اتنے میں ایک اونٹ آیااوراس نے آپ کو سجدہ کیا۔ یہ کیفیت دیکھ کر صحابۂ کرام نے عرض کیا: ”یارسول اللہ! جب آپ کو جانوراور درخت سجدہ کرتے ہیں توہم زیادہ حق دار ہیں کہ آپ کوسجدہ کریں۔“ یہ بات سن کرآپ نے فرمایا:

لَوْ كُنْتُ آمُرُ أَحَدًا أَنْ يَسْجُدَ لِأَحَدٍ لَأَمَرْتُ الْمَرْأَةَ أَنْ تَسْجُدَ لِزَوْجِهَا[1]

اگر میں کسی کوکسی کے لیے سجدہ کرنے کاحکم دیتاتوعورت کوحکم دیتاکہ اپنے شوہر کوسجدہ کرے۔

اس حدیث سے ایک بات تویہ معلوم ہوئی کہ خداکے سواکسی کے لیے سجدہ کرناجائز نہیں اور دوسری بات یہ معلوم ہوئی کہ شوہر کادرجہ اتنابلند ہے کہ مخلوق میں کسی کے لیے

۱: مسنداحمد

سجدہ کرنا جائز ہوتا تو عورت کو حکم دیا جاتا کہ اپنے شوہر کو سجدہ کرے۔

بیوی کا فریضہ ہے کہ اپنے شوہر کی عظمت کا لحاظ رکھے اور اس کی تعظیم و تکریم میں کمی نہ کرے۔

شوہر کی محبت:

بیوی کو لازم ہے کہ اپنے شوہر سے سچی محبت کرے۔ سچی محبت یہ ہے کہ شوہر کی ذات سے محبت ہو۔ مفلسی ہو یا دولت مندی، تنگ دستی ہو یا خوش حالی ہر حال میں شوہر کی محبت کا دم بھرے اور ہر امر میں اس کی محبت کو مقدم سمجھے۔

واقعات:

حضور اکرم ﷺ کے زمانۂ پاک کی چند بیویوں کے اس سلسلے کے واقعات برائے عبرت پیش کیے جاتے ہیں:

(۱) ام المومنین حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا رسول اللہ ﷺ کی پہلی بیوی تھیں۔ ان کی محبت کا یہ حال تھا کہ اگر کسی وقت حضور کو کسی قسم کی کوئی پریشانی لاحق ہوتی تو وہ حضور کو پریشان دیکھ کر تڑپ اٹھتی تھیں اور بڑی محبت سے تسلی دیتی تھیں۔

(۲) ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی محبت کا یہ عالم تھا کہ رسول اللہ ﷺ پر ہر وقت اپنی جان نثار کرتی تھیں۔

(۳) حضرت عائلہ کی شادی حضرت ابو بکر صدیق کے صاحب زادے حضرت عبداللہ سے ہوئی تھی ان کو اپنے شوہر سے ایسی محبت تھی کہ جس وقت ان کے شوہر حضرت عبداللہ غزوۂ طائف میں شہید ہوئے تو وہ اپنے شوہر کی جدائی کے صدمہ سے بے ہوش ہو گئیں۔

(۴) حضرت حمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے شوہر ایک جنگ میں شہید ہو گئے جب حمنہ کو اپنے شوہر کی شہادت کی خبر ملی تو محبوب شوہر کی جدائی کے غم میں چیخ اٹھیں۔

ہر عورت کو چاہیے کہ ان مقدس عورتوں کی محبت کے واقعات کو غور سے پڑھے اور ان کے نقش قدم پر چل کر اپنے شوہر سے محبت کرے۔

شوہر کی اطاعت:

بیوی کے فرائض میں یہ بات بھی ہے کہ اللہ و رسول کے حکم کے مطابق اپنے شوہر کی اطاعت کرے اور اس کی فرماں برداری کو اپنا فرض سمجھے۔

حدیث: حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: شوہر کا بیوی پر اتنا بڑا حق ہے کہ وہ اگر حکم دے کہ پیلے پہاڑ سے پتھر کالے پہاڑ پر لے جا اور کالے پہاڑ سے سفید پہاڑ پر لے جا تو عورت پر فرض ہو گا کہ شوہر کی فرماں برداری کرے۔(۱)

مطلب یہ ہے کہ شوہر اپنی عورت کو کسی ایسے کام کا حکم دے جو عبث اور بے کار ہو تب بھی عورت کا فرض ہے کہ شوہر کے حکم کی تعمیل کرے۔

حدیث: حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو عورت پانچ وقت کی نماز پڑھے گی، رمضان شریف کے روزے رکھے گی، اپنے نفس کو برے کام سے بچائے گی اور اپنے شوہر کی فرماں برداری کرے گی اس کو قیامت کے دن اختیار دیا جائے گا کہ وہ جنت کے جس دروازے سے چاہے داخل ہو جائے۔(۲)

حدیث: ایک شخص نے حضور سے دریافت کیا کہ بہترین عورت کی پہچان کیا ہے؟ حضور نے ارشاد فرمایا:

التی تطیعہ اذا امر(۳)

جو عورت اپنے شوہر کی اطاعت و فرماں برداری کرے۔

بیوی کا مذہبی اور اخلاقی فرض ہے کہ اپنے شوہر کی فرماں برداری کرے اور خوب یاد

۱: مسند امام احمد
۲: مشکاۃ شریف
۳: نسائی شریف

رکھے کہ اگر وہ اپنے شوہر کی فرماں برداری کرے گی تو ایک دن ایسا بھی آئے گا کہ شوہر خود ہی اس کا گرویدہ ہو جائے گا۔

شوہر کی خدمت:

عورت کا فرض ہے کہ اپنے شوہر کی خدمت سے دریغ نہ کرے اور زندگی کے ہر قدم پر نہایت خندہ پیشانی سے شوہر کی خدمت کر کے اپنی وفاداری کا عملی ثبوت دے۔

حضرت اَسما کی شادی حضرت زبیر سے ہوئی تھی۔ یہ بزرگ بڑے سخت مزاج تھے لیکن حضرت اسما نے اپنی پر خلوص خدمتوں سے اپنے سخت مزاج شوہر کو اپنا ایسا گرویدہ بنالیا کہ ہر معاملہ میں حضرت زبیر اپنی بیوی کی دل جوئی کرنے لگے وہ خود اپنی بیوی کی خدمت گزاری کی تعریف کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

میری تند مزاجی کو میری خدمت گزار بیوی نے بدل دیا۔ وہ ہر وقت میری خوشنودی کا خیال رکھتی تھی۔ جب میں باہر جاتا تو وہ میرے جوتے صاف کر دیتی اور جب میں گھر میں آتا تو وہ سب کام چھوڑ کر میری طرف متوجہ ہو جاتی۔ رات کو جس وقت بستر پر لیٹتا تو میرے پاؤں دباتی، سر پر تیل ڈالتی اور میرے سرہانے پانی بھر کر رکھ دیتی۔ اگر میں ناراض ہو جاتا تو نیچی نظریں کر کے خاموش کھڑی ہو جاتی۔

عورت اگر یہ چاہتی ہے کہ اپنے شوہر کو اپنا گرویدہ بنائے تو اس کی خدمت میں کوتاہی نہ کرے اس کی پر خلوص خدمتوں کو دیکھ کر شوہر خود ہی اس کا گرویدہ ہو جائے گا۔

شوہر کی خواہش پوری کرنا:

بیوی کا فرض ہے کہ جب شوہر اس کی جنسی خواہش کی تکمیل کے لیے بلائے تو عذر شرعی نہ ہونے کی حالت میں اس کی فرماں برداری کرے۔

حدیث: حضرت طلق بن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب شوہر اپنی حاجت پوری کرنے کے لیے بیوی کو بلائے تو بیوی اگرچہ تنور پر روٹی

https://alislami.net

پکار ہی ہو، اس کو لازم ہے کہ سب کام چھوڑ کر شوہر کے پاس حاضر ہو جائے۔[1]

حدیث: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ شوہر اپنی بیوی کو جس وقت بستر پر بلائے اور وہ آنے سے اپنے کو منع کر دے تو اس عورت پر خدا کے فرشتے صبح تک لعنت کرتے رہتے ہیں۔[2]

رشتہ داروں کے حقوق

رشتہ داروں سے حسن سلوک:

ہر مسلمان پر اپنے ماں باپ اور اہل و عیال کے علاوہ دیگر رشتہ داروں کے بھی حقوق ہیں۔ اور ان کا ادا کرنا بھی ضروری ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اس بارے میں مسلمانوں کو بڑی تاکید فرمائی ہے۔

حدیث: حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا:

مَنْ أَحَبَّ أَنْ يُبْسَطَ لَهُ فِي رِزْقِهِ وَيُنْسَأَلَهُ فِي أَثَرِهِ فَلْيَصِلْ رَحِمَهُ[3]

جو شخص یہ پسند کرے کہ اس کے رزق میں زیادتی اور عمر میں برکت ہو تو اس کو اپنے رشتہ داروں کے ساتھ نیک سلوک کرنا چاہیے۔

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ رشتہ داروں سے نیک سلوک کرنے سے انسان کی عمر میں برکت اور دولت میں زیادتی ہوتی ہے۔

حدیث: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم لوگ اپنا اپنا نسب نامہ یاد کرو اور رشتہ داروں کو پہچانو تا کہ ان کے ساتھ نیک سلوک کرو۔ اس لیے کہ رشتہ داروں کے ساتھ نیک سلوک کرنا آپس کی محبت، مال و دولت کی زیادتی اور عمر میں برکت کا ذریعہ ہے۔[4]

۱: ترمذی شریف

۲: بخاری ومسلم

۳: بخاری ومسلم

۴: بخاری ومسلم

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ رشتہ داروں سے نیک سلوک کرنے کا ایک فائدہ یہ بھی ہے کہ آپس میں محبت پیدا ہوتی ہے۔

حدیث: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ رشتہ داروں کے ساتھ نیک سلوک کرنے کا مطلب یہ نہیں ہے کہ جو رشتہ دار تمہارے ساتھ نیک سلوک کرے تم اسی کے ساتھ نیک سلوک کرو، بلکہ حسن سلوک یہ ہے کہ جو رشتہ دار تم سے رشتہ توڑے اور نیک سلوک نہ کرے تم اس سے رشتہ جوڑو اور اس کے ساتھ بھی نیک سلوک کرتے رہو۔(۱)

ایک دفعہ ایک شخص نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے اپنے رشتہ داروں کی شکایت کی کہ میں ان کے ساتھ نیک سلوک کرتا ہوں اور وہ میرے ساتھ برائی کرتے ہیں۔ میں ان کے معاملے میں بردباری اور انکساری سے کام لیتا ہوں اور وہ مجھ پر زیادتی کرتے ہیں۔ یہ سن کر حضور نے فرمایا "اگر ایسا ہی ہے جیسا کہ تم نے بیان کیا ہے تو گویا تم ان کے منہ پر خاک ڈال رہے ہو جب تک تم اسی طرح رہو گے اس وقت تک ان کے مقابلہ میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے تمہارے ساتھ مدد رہے گی" یعنی تم باعزت رہو گے اور وہ ذلیل ہوں گے کہ تم حسن سلوک کا ثواب پاؤ گے اور وہ قطع رحمی کے جرم میں پکڑے جائیں گے۔(۲)

حدیث: حضرت جُبیر بن مُطعِم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: رشتہ داروں کے حقوق کو پامال کرنے والا جنت میں نہیں جائے گا۔(۳)

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ رشتہ داروں سے صلہ رحمی نہ کرنے والا رسول پاک کی نظر میں ایسا مجرم ہے کہ اپنے جرم کی سزا بھگتنے سے پہلے جنت اور جنت کی نعمتوں سے محروم رہے گا۔

حدیث: حضرت ابو ایوب انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے رسول

۱: بخاری
۲: مسلم شریف
۳: بخاری و مسلم

اللہ ﷺ سے پوچھا: "یارسول اللہ ! مجھے کوئی ایسا عمل بتائیے جس کے کرنے سے دوزخ سے بچ جاؤں اور جنت کا حق دار بن جاؤں۔" یہ سن کر حضور نے فرمایا کہ تم چار باتوں کی پابندی کرو (۱) اللہ تعالیٰ کی عبادت کرو اور کسی کو اس کا شریک نہ بناؤ۔ (۲) نماز پابندی سے پڑھا کرو۔ (۳) زکات دیا کرو۔ (۴) رشتہ داروں کے ساتھ نیک سلوک کیا کرو۔[۱]

حدیث: حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ جب میں مدینہ میں پہلی بار رسول اللہ ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوا تو میں نے حضور کی زبان سب سے پہلے جو حدیث سنی وہ یہ ہے کہ اے لوگو! تم آپس میں ایک دوسرے کو سلام کیا کرو، بھوکوں کو کھانا کھلایا کرو، اور رشتہ داروں کے ساتھ نیک سلوک کیا کرو۔[۲]

رسول اللہ ﷺ خود بھی اپنے رشتہ داروں سے محبت کرتے تھے اور ان کے حقوق کا لحاظ رکھتے تھے۔

حدیث: حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے کسی کو اپنے رشتہ داروں سے اتنی محبت کرتے نہیں دیکھا جتنی رسول اللہ ﷺ کو اپنے رشتہ داروں سے تھی۔[۳]

مسلمانوں کو چاہیے کہ اپنے پیارے نبی کی سیرت سے سبق حاصل کریں اپنے رشتہ داروں سے محبت کریں اور ان کے حقوق ادا کرنے کی کوشش کریں۔

بہنوں کے حقوق

بہنوں کی پرورش:

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے کہ بہنوں کی خدمت اور پرورش جنت حاصل کرنے کا بہترین ذریعہ ہے۔

حدیث: حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے

۱: معالم التنزیل
۲: ترمذی شریف
۳: مسلم شریف

فرمایا کہ جس شخص نے دو بہنوں کو پرورش کیا یہاں تک کہ وہ بالغ ہوگئیں تو میں اس کو اپنے ساتھ جنت میں لے جاؤں گا۔(۱)

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ بہنوں کو پرورش کرنا اوران کے اخراجات کا کفیل ہونا بڑے ثواب کا کام اور جنت میں جانے کا ذریعہ ہے۔

بہنوں کے ساتھ حسن سلوک:

رسول اللہ ﷺ نے بہنوں کے ساتھ اچھا سلوک کرنے کی بار بار ہدایت فرمائی ہے۔

حدیث: حضرت ابوبکرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوکر دریافت کیا: "یارسول اللہ! میں کس کس سے حسن سلوک کروں؟" یہ سن کر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اپنی والدہ سے، اپنے والد سے، اپنی بہنوں سے اور اپنے بھائیوں سے نیک سلوک کیا کرو۔ اس لیے کہ یہ سب تمہارے حسن سلوک کے حق دار ہیں۔ (۲)

اس حدیث میں اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ بھائی کی بہ نسبت بہن حسن سلوک کی زیادہ مستحق ہے اس لیے کہ رسول اللہ ﷺ نے حسن سلوک کے مستحقین میں بہن کو بھائی پر مقدم رکھا ہے۔

حدیث: حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ "جس مومن کی تین لڑکیاں یا تین بہنیں ہوں اور وہ ان سے نیک سلوک کرے تو وہ شخص ضرور جنت میں جائے گا۔" (۳)

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ بہنوں کے ساتھ اچھا سلوک کرنا مسلمان کو جنت کا مستحق بناتا ہے۔

۱: ابن حبان

۲: ابوداؤد

۳: الادب المفرد

بہنوں سے محبت:

بہنوں سے محبت کرنا رسول پاک کی سنت ہے۔ آپ کو اپنی بہنوں سے کس قدر محبت تھی اس کا اندازہ اس واقعہ سے ہو سکتا ہے کہ معرکۂ حنین میں جنگی قیدیوں میں آپ کی دودھ شریک بہن شیما بھی گرفتار ہوئیں تو انھوں نے کہا کہ مجھے گرفتار نہ کرو میں رسول اللہ کی بہن ہوں۔ جس وقت انھیں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے سامنے لایا گیا تو آپ اپنی بہن کو دیکھ کر رو پڑے اور ان کے بیٹھنے کے لیے اپنی چادر مبارک بچھادی اور بہت دیر تک ان سے باتیں کرتے رہے۔ پھر حضور نے ان کو بہت کچھ دے کر عزت واحترام کے ساتھ رخصت کیا۔

اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو توفیق دے کہ اپنے پیارے نبی کی پاکیزہ سیرت سے سبق حاصل کر کے اپنی بہنوں کے ساتھ اچھا سلوک کریں اور ان کے حقوق ادا کرنے میں کوتاہی نہ برتیں۔

بھائیوں کے حقوق

چھوٹے بھائی کو چاہیے کہ بڑے بھائی کا ادب واحترام ملحوظ رکھے اور اس کو باپ کی طرح سمجھے اور بڑے بھائی کو چاہیے کہ چھوٹے بھائی سے شفقت و محبت کا برتاؤ کرے اور اس کو اپنی اولاد کی طرح سمجھے۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو شخص چھوٹوں سے محبت و مہربانی کا برتاؤ نہ کرے اور بڑوں کی تعظیم و توقیر نہ کرے وہ میری امت سے نہیں۔[۱]

حدیث: حضرت سعید بن عاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ

حَقُّ کَبِیْرِ الْاِخْوَۃِ عَلٰی صَغِیْرِھِمْ حَقُّ وَالِدٍ عَلٰی وَلَدِہٖ[۲]

بڑے بھائی کا چھوٹے بھائی پر ایسا ہی حق ہے جیسے باپ کا حق اپنے بیٹے پر ہے۔

۱: ترمذی شریف

۲: بیہقی

اس حدیث کا مطلب یہ ہے کہ جس طرح باپ کی تعظیم و تکریم ضروری ہے اسی طرح بڑے بھائی کا ادب واحترام بھی ضروری ہے۔

بھائی سے حسن سلوک:

بھائیوں کو آپس میں ایک دوسرے کے ساتھ حسن سلوک سے پیش آنا چاہیے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اس کی بڑی تاکید فرمائی ہے۔

حدیث: حضرت بکر بن حارث رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے پوچھا۔ "یارسول اللہ! میں کس کس سے حسن سلوک کروں؟" فرمایا کہ اپنی والدہ سے، اپنے والد سے، اپنی بہنوں سے، اپنے بھائیوں سے ہمیشہ نیک سلوک کرتے رہو کیونکہ یہ سب تمہارے نیک سلوک کے مستحق ہیں۔ (۱)

خالہ کے حقوق

اسلام نے خالہ کو ماں کی منزلت میں بتایا ہے۔ اس لیے مسلمان کو چاہیے کہ اپنی خالہ کو ماں کی طرح سمجھے اور اس کی تعظیم و تکریم کرے۔

حدیث: حضرت براء بن عازب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ

اَلْخَالَةُ بِمَنْزِلَةِ الْاُمِّ.

خالہ ماں کے ہم پلہ ہے.

اس حدیث کو امام ترمذی نے اپنی جامع میں روایت کیا ہے۔

خالہ کے ساتھ حسن سلوک:

حدیث: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ ایک شخص نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہو کر عرض کیا۔ " یارسول اللہ! میں ایک بڑے گناہ کا مرتکب ہو گیا ہوں۔ کیا توبہ کی کوئی صورت ہے؟" یہ سن کر رسول اللہ صلی

۱: ابوداؤد

اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فریا۔"تیری والدہ ہیں یا نہیں ؟" اس نے عرض کیا "یارسول اللہ میری والدہ کا انتقال ہو گیا۔" حضور نے فرمایا" تمہاری کوئی خالہ ہے یا نہیں ؟" اس نے عرض کیا۔ "حضور! خالہ موجود ہیں۔" حضور نے فرمایا" جاؤ ان کے ساتھ نیک سلوک کیا کرو۔" (۱)

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ خالہ اپنے بھانجوں کے حسن سلوک کی مستحق ہے۔

چچا کا حق

مسلمانوں کو چاہیے کہ چچا کو باپ کی طرح سمجھیں اور ان کا ادب و احترام ملحوظ رکھیں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ چچا باپ کی مانند ہے۔

حدیث : حضرت ابن ربیعہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک روز حضرت عباس رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے حضور نے ان کے چہرے پر غصہ کے آثار دیکھ کر دریافت کیا۔ چچا جان! آج آپ کو غصہ کیوں ہے ؟ حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے عرض کیا۔ یارسول اللہ! یہ قریش جب آپس میں ایک دوسرے سے ملتے ہیں تو نہایت خندہ پیشانی سے ملتے ہیں اور جب ہم سے ملتے ہیں تو ان کی وہ خوش دلی باقی نہیں رہتی۔ یہ سن کر رسول اللہ ﷺ کا چہرۂ مبارک سرخ ہو گیا اور فرمایا خدا کی قسم کسی کے دل میں ایمان اس وقت تک داخل نہیں ہو سکتا جب تک وہ آپ سے اللہ و رسول کے لیے محبت نہ کرے۔ پھر فرمایا اے لوگو!

مَن أَذیٰ عَمِّیْ فَقَدْ اٰذانِيْ فَإِنَّمَا عَمُّ الرَّجُلِ صِنوُ أَبِيْهِ

جس نے میرے چچا کو ایذا دی اس نے مجھے ایذا دی۔ ہر شخص کا چچا اس کے باپ کی مانند ہے۔

اس حدیث کو امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی جامع میں روایت کیا ہے۔

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ چچا باپ کی مانند ہے۔ اس کا ادب واحترام ملحوظ

۱: ترمذی شریف

رکھنا لازم اور حسن سلوک سے پیش آنا ضروری ہے۔

پڑوسیوں کے حقوق

انسان کا اپنے ماں باپ اہل و عیال اور دیگر رشتہ داروں کے علاوہ پڑوسیوں سے بھی تعلق ہوتا ہے۔ اس لیے اسلام نے ان کے حقوق بھی مقرر کیے ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے پڑوسی کے حقوق ادا کرنے کی بار بار تاکید فرمائی ہے۔

حدیث: ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جبریل امین مجھے پڑوسی کے حق کے بارے میں برابر تاکید کرتے رہے، یہاں تک کہ مجھے یہ اندیشہ پیدا ہو گیا کہ کہیں پڑوسی کو پڑوسی کے ترکہ میں وارث نہ بنا دیں۔[۱]

حدیث: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: خدا کی قسم وہ مومن نہ ہوگا۔ صحابہ کرام نے دریافت کیا۔ یا رسول اللہ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم)! کس کے متعلق فرما رہے ہیں؟ تو حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) نے فرمایا وہ شخص جس کی شرارتوں سے اس کا پڑوسی محفوظ نہ رہے۔[۲]

حدیث: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: جو شخص اللہ اور رسول پر ایمان لایا ہے اس کو چاہیے کہ اپنے پڑوسی کو تکلیف نہ دے۔[۳]

ان احادیث سے معلوم ہوا کہ کمالِ ایمان اور مومن کی شان یہ ہے کہ اپنے پڑوسی کو ایذا نہ پہنچائے۔

حدیث: حضر ابوذر غفاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ایک دن رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ایثار و قربانی کی فضیلت بیان فرمائی تو میں نے دریافت کیا: یا رسول اللہ!

۱: بخاری و مسلم
۲: بخاری و مسلم
۳: بخاری و مسلم

(ﷺ) اگر کوئی شخص مفلس و غریب ہو تو وہ کیا ایثار کرے؟ حضور نے فرمایا اے ابوذر! جب شوربا پکاؤ تو اس میں پانی زیادہ ڈال دیا کرو اور اس میں سے کچھ اپنے پڑوسیوں کو بھیج دیا کرو۔ (۱)

اس حدیث میں بتایا گیا ہے کہ ہر شخص کو اپنی حیثیت کے مطابق ایثار کرنا چاہیے۔

حدیث: حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: خدا کے نزدیک بہترین پڑوسی وہ ہے جو اپنے پڑوسی کے حق میں اچھا ہو۔ (۲)

حدیث: حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فریا: وہ مؤمن (کامل) نہیں جو خود تو سیر ہو کر کھائے اور برابر میں اس کا پڑوسی بھوکا رہے۔ (۳)

حدیث: ام لمومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے پوچھا یارسول اللہ! میرے دو پڑوسی ہوں تو ان میں میرے سلوک کا کون زیادہ مستحق ہے؟ آپ نے فرمایا۔ جس کا دروازہ تمہارے دروازے سے زیادہ قریب ہو وہی زیادہ مستحق ہے۔ (۴)

مطلب یہ ہے کہ جو پڑوسی جتنا زیادہ قریب ہوگا اتنا ہی زیادہ مستحق ہوگا۔

حدیث: حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے پوچھا: ”یارسول اللہ! مجھے کیسے معلوم ہو کہ میں بھلا ہوں یا برا؟ تو آپ نے فرمایا: اگر تیرے پڑوسی تیری تعریف کرتے ہوں تو تو بھلا ہے اور اگر برا بتاتے ہوں تو برا ہے۔ (۵)

۱: بخاری شریف

۲: ترمذی شریف

۳: بیہقی

۴: ابوداؤد

۵: ابن ماجہ

حدیث: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے کہا: یا رسول اللہ فلاں عورت کے متعلق بیان کیا جاتا ہے وہ نماز روزہ کی بڑی پابند ہے اور بہت زیادہ خیرات کرتی ہے مگر وہ اپنے پڑوسیوں کو زبان سے تکلیف پہنچاتی ہے۔ آپ نے فرمایا وہ جہنم میں جائے گی۔ پھر اس نے کہا۔ فلاں عورت نفلی نمازیں اور نفلی روزے کم ادا کرتی ہے مگر اپنے پڑوسیوں کو اپنی زبان سے ستاتی نہیں۔ آپ نے ارشاد فرمایا وہ جنت میں جائے گی۔

ان حدیثوں سے معلوم ہوا کہ پڑوسیوں سے ہمدردی کرنا، اچھے سلوک کرنا اور ان کے دکھ درد میں کام آنا جنت میں جانے کا ذریعہ ہے اور ان کو تکلیف پہنچانا، ایذا دینا اور ستانا دوزخی ہونے کی علامت ہے۔

صحابۂ کرام کا پڑوسیوں سے حسن سلوک

(۱) حضرت سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی عادت تھی کہ جس دن ان کے یہاں کوئی اچھا کھانا پکتا یا کہیں سے تحفہ آتا تو وہ اس میں سے کچھ اپنے پڑوسیوں کو ضرور بھیجتے تھے اور فرمایا کرتے تھے کہ ہم پر ہمارے پڑوسیوں کا حق ہے۔

(۲) حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا دستور تھا کہ جب گھر میں آتے اور کھانا کھانے کے لیے بیٹھتے تو پہلے پڑوسیوں کا حال دریافت کر لیتے تھے۔ اگر معلوم ہوتا کہ پڑوس میں کوئی بھوکا ہے تو اسے بلاتے اور دسترخوان پر بٹھا کر اپنے ساتھ کھانا کھلاتے تھے۔

(۳) حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا واقعہ مشہور ہے کہ ان کے پڑوس میں ایک یمنی تاجر رہتا تھا ایک مرتبہ اس کا کاروبار بالکل تباہ ہو گیا اور خسارہ کی وجہ سے بہت زیادہ مقروض ہو گیا۔ ایک روز قرض خواہوں نے ایسا سخت تقاضا کیا کہ یمنی تاجر پریشان ہو گیا۔ جب حضرت ابوایوب انصاری کو اپنے پڑوسی کا حال معلوم ہوا تو انھوں نے اس کا کل قرض اپنے پاس سے ادا کر دیا اور فرمایا کہ یہ ہمارا پڑوسی ہے۔ ہم پر اس کا حق ہے کہ اس کی مصیبت میں مدد کریں۔

(۴) حضرت مجاہد بیان کرتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے یہاں ایک دن بکری ذبح کی گئی۔ جب حضرت عبداللہ گھر میں تشریف لائے تو بار بار دریافت کیا کہ تم

https://alislami.net

نے ہمارے یہودی پڑوسی کو گوشت بھیجا یا نہیں ؟ مطلب یہ تھا کہ پڑوسی کا حق فراموش نہ کرنا چاہیے۔

مہمان کے حقوق

مہمان کی خاطر مدارات کرنا سنت ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے یہاں جب کوئی مہمان آتا تو آپ اس کی خاطر تواضع فرماتے تھے اور مسلمانوں کو تاکید فرماتے تھے کہ جب تمہارے یہاں کوئی مہمان آئے تو اس کی مہمانی کا حق ادا کرو۔

حدیث: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ

مَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ فَلْيُكْرِمْ ضَيْفَهُ

جو شخص خدا پر اور روز آخرت پر ایمان لایا ہے اس کو مہمان کی عزت کرنی چاہیے۔

اس حدیث کو امام بخاری و مسلم نے اپنی اپنی صحیح میں روایت کیا ہے۔

حدیث: حضرت ابو شریح کعبی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص خدا اور روز قیامت پر ایمان رکھتا ہے اس کو چاہیے کہ مہمان کا جائزہ عزت کے ساتھ دے۔ صحابۂ کرام نے دریافت کیا۔ یا رسول اللہ ! جائزہ کیا ہے؟ تو حضور نے فرمایا کہ مہمان کے ساتھ بہترین سلوک ایک دن اور ایک رات اور مہمانی تین دن کی ہے۔ اس کے بعد جو ہے وہ مہمان پر صدقہ ہے۔ (۱)

حدیث: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مسنون طریقہ یہ ہے کہ میزبان اپنے مہمان کو رخصت کرنے کے وقت خود دروازے تک پہنچائے۔ (۲)

۱: بخاری و مسلم
۲: سنن ابن ماجہ

مہمان کو ہدایت :

مہمان کو کسی کے یہاں اتنا زیادہ قیام نہ کرنا چاہیے کہ اس کا میزبان پریشان ہو جائے۔

حدیث: حضرت ابو شریح عدوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کسی مہمان کو یہ جائز نہیں کہ میزبان کے یہاں اتنے دن قیام کرے کہ اس کو مہمان کی وجہ سے تکلیف ہونے لگے۔ (۱)

مسلمانوں کو چاہیے کہ اپنے پیارے نبی کے ارشادات پر عمل کریں اور مہمانوں کی خاطر تواضع کر کے ان کا حق ادا کریں۔

یتیموں کے حقوق

یتیموں سے محبت کرنا، ان کو کھانا کھلانا، تعلیم دلانا اور ان کے ساتھ اچھا سلوک کرنا بڑے ثواب کا کام اور خدا اور رسول کی خوشنودی کا بہترین ذریعہ ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اس بارے میں مسلمانوں کو بار بار ہدایت فرمائی ہے۔

حدیث: حضرت ابو سہل بن سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص یتیم کی پرورش کرتا ہے خواہ وہ یتیم اپنا ہو یا غیر تو اللہ تعالیٰ اس شخص کو جنت میں داخل فرمائے گا۔ (۲)

حدیث: حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص کسی یتیم کو اپنے کھانے پینے میں شریک کرے گا تو اللہ تعالیٰ اس کو جنت میں ضرور داخل کرے گا۔ (۳)

حدیث: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا

۱: بخاری و مسلم
۲: بخاری شریف
۳: شرح السنۃ

کہ مسلمانوں کا سب سے بہتر گھر وہ گھر ہے جس میں یتیم کے ساتھ احسان کیا جائے اور سب سے براوہ گھر ہے جس میں یتیم کے ساتھ بُرا سلوک کیا جائے۔ (۱)

حدیث: حضرت ابوامامہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس شخص کے یہاں کوئی یتیم ہو اور وہ اس کے ساتھ بھلائی اور اچھا سلوک کرے تو میں اور وہ جنت میں ان دونوں انگلیوں کی طرح قریب ہوں گے۔ پھر حضور نے اپنی دونوں انگلیوں کو ملا کر بتایا۔ (۲)

حدیث: حضرت اَبُواُمامہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب کوئی شخص یتیم کے سر پر ہاتھ پھیرتا ہے تو اللہ تعالی ہر بال کے بدلے میں اس کو ایک نیکی عطا فرماتا ہے۔ (۳)

واقعہ: ایک دفعہ ایک یتیم نے بارگاہ رسالت میں حاضر ہو کر ایک شخص پر کھجوروں کے ایک باغ کا دعویٰ دائر کیا اور کہا کہ یہ باغ میرا ہے لیکن وہ یتیم بچہ اپنے دعویٰ پر گواہ پیش نہ کر سکا۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اس شخص کے حق میں باغ کا فیصلہ دے دیا اس پر یتیم رونے لگا۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو اس پر رحم آیا اور اس شخص سے کہا کہ تم یہ باغ اس یتیم کو دے دو۔ خدا تم کو اس باغ کے بدلے میں جنت عطا فرمائے گا۔ لیکن اس شخص نے باغ دینے سے انکار کر دیا۔ ایک صحابی نے کھڑے ہو کر اس شخص سے کہا کہ کیا تم اپنا باغ میرے فلاں باغ سے بدلتے ہو؟ وہ شخص راضی ہو گیا۔ ان صحابی نے اس شخص کو اپنا باغ دے کر وہ کھجوروں کا باغ اس یتیم کو دے دیا۔

بوڑھوں کے حقوق

جوانوں کو چاہیے کہ اپنے بڑے بوڑھوں اور سِن رَسِیدہ لوگوں کی ان کے بڑھاپے اور مُعَمَّر ہونے کی وجہ سے عزت کریں۔ ان کے سامنے ادب و لحاظ سے رہیں اور جہاں تک

۱: ابن ماجہ
۲: مسند احمد
۳: ترمذی شریف

ممکن ہوان کو آرام پہنچانے کی کوشش کریں۔

حدیث: حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ

مَا اَکْرَمَ شَابٌّ شَیْخاً مِنْ اَجَلِ سِنِّہٖ اِلَّا قَیَّضَ اللّٰہُ لَہٗ عِنْدَ سِنِّہٖ مَنْ یُکْرِمُہٗ۔

جو نوجوان کسی بوڑھے کی اس کے بڑھاپے کی وجہ سے عزت کرے گا تو اس کے بڑھاپے میں اللہ دوسرے جوانوں کو اس کی عزت کے لیے مقرر کردے گا۔

اس حدیث کو امام ترمذی نے اپنی جامع میں روایت کیا ہے۔

حدیث: حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بوڑھے مسلمانوں کی تعظیم وتکریم بھی اللہ تعالیٰ کی تعظیم سے ہے۔ (۱)

فتح مکہ کے بعد حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے ضعیف ونابینا والد کو اپنے ساتھ لے کر رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ حضور نے ان کو دیکھ کر فرمایا اے ابوبکر! تم نے ان بڑے صاحب کو کیوں تکلیف دی۔ میں خود ہی ان کے پاس چلا آتا۔

حدیث: رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ جو بڑوں کا ادب واحترام نہیں کرتا وہ ہمارے طریقے پر نہیں۔ (۲)

بیواؤں اور مسکینوں کے حقوق

بیواؤں اور مسکینوں کی خبر گیری، ان سے ہمدردی اور ان کی مدد کرنا بھی بڑے ثواب کا کام ہے اور خدا اور رسول کی خوشنودی حاصل کرنے کا بہترین ذریعہ ہے۔

حدیث: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نے فرمایا:

۱: بیہقی

۲: ترمذی، ملخصًا

اَلسَّاعِيْ عَلَى الْأَرْمِلَةِ وَالْمَسَاكِيْنِ كَالسَّاعِيْ فِي سَبِيْلِ اللهِ

بیواؤں اور مسکینوں کی مدد کے لیے کوشش کرنے والا راہ خدا میں جہاد کرنے والے کی مانند ہے۔

راوی کا بیان ہے کہ میں خیال کرتا ہوں کہ آپ نے یہ بھی فرمایا کہ وہ شخص اجر و ثواب میں اس شخص کے مانند ہے جو ہمیشہ دن میں روزہ رکھتا ہو اور رات میں نوافل پڑھتا ہو۔ (۱)

حدیث: حضرت عبداللہ ابن ابی اوفی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو بیواؤں اور مسکینوں کا کام کر دینے میں ذرا بھی عار نہ تھا۔

پہلی حدیث سے یہ معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ کی راہ میں نفلی جہاد کرنے، ساری رات نوافل پڑھنے اور دن بھر نفلی روزے رکھنے کا جتنا ثواب ہے اسی کے برابر بیواؤں اور مسکینوں سے ہمدردی رکھنے اور ان کی خدمت کرنے کا ثواب ہے۔ مسلمانوں کو چاہیے کہ وہ بیواؤں، غریبوں اور محتاجوں کی خدمت، ان سے ہمدردی اور ان کی مدد کرنے میں کوتاہی نہ کریں۔

عام مسلمانوں کے حقوق

ہر مسلمان کا فرض ہے کہ اخوت اسلامی کا رشتہ ملحوظ رکھے، سب مسلمانوں کو اپنا بھائی سمجھے اور ان کے حقوق ادا کرنے کی کوشش کرے۔

(۱) مسلمان کو چاہیے کہ کسی مسلمان پر ظلم نہ کرے۔ اگر کوئی دوسرا ظلم کرے تو مسلمان بھائی کو بے مدد نہ چھوڑے بلکہ اس کی مدد کرے۔

حدیث: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا:

اَلْمُسْلِمُ اَخُوْ الْمُسْلِمِ لَا يَظْلِمُهٗ وَلَا يُسْلِمُهٗ۔

ہر مسلمان دوسرے مسلمان کا بھائی ہے۔ نہ خود اس پر ظلم کرے اور نہ اس کو بے مدد چھوڑے۔

۱: بخاری و مسلم

https://alislami.net

(۲) مسلمان کو چاہیے کہ اپنے حاجت مند بھائی کی حاجت پوری کرنے کی کوشش کرے۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا:

وَمَنْ کَانَ فِيْ حَاجَةِ اَخِيْهِ کَانَ اللّٰهُ فِي حَاجَتِهٖ۔

جو مسلمان اپنے بھائی کی حاجت پوری کرنے میں لگا رہے گا تو اللہ تعالیٰ اس کی حاجت پوری کرے گا۔

(۳) مسلمان کو چاہیے کہ کسی مسلمان بھائی کو مصیبت میں دیکھے تو اس کی مصیبت دور کرنے کی کوشش کرے۔

حدیث: رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا:

وَمَنْ فَرَّجَ عَنْ مُسْلِمٍ کُرْبَةً فَرَّجَ اللّٰهُ عَنْهُ کُرْبَةً مِنْ کُرُبَاتِ يَوْمِ الْقِيَامَةِ۔

اور جو مسلمان کسی مسلمان کی مصیبت دور کرے گا تو اللہ تعالیٰ قیامت کے دن کی مصیبتوں میں سے کسی مصیبت کو اس سے دور فرمائے گا۔

(۴) مسلمان کو چاہیے کہ دوسرے مسلمان کی پردہ پوشی کرے۔ یعنی اس کے پوشیدہ عیبوں کو ظاہر نہ کرے۔

حدیث: رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ

وَمَنْ سَتَرَ مُسْلِماً سَتَرَهُ اللّٰهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ

اور جو مسلمان کسی مسلمان کی پردہ پوشی کرے گا تو اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس کی پردہ پوشی فرمائے گا۔

(۵) مسلمان کو چاہیے کہ کسی مسلمان کی جان و مال اور عزت و آبرو کے درپے نہ ہو۔

حدیث: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مسلمان کی جان، اس کا مال اور اس کی عزت و آبرو لینا مسلمان پر حرام ہے۔ [1]

(٦) مسلمان کو چاہیے کہ کسی مسلمان کو نقصان نہ پہنچائے اور دھوکا بھی نہ دے۔

ا: مسلم شریف

https://alislami.net

حدیث: حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا جو کسی مسلمان کو ضرر میں ڈالے یا دھوکہ دے وہ ملعون ہے۔ (۱)

(۷) مسلمان کو چاہیے کہ کسی مسلمان سے حسد نہ کرے، اس سے بُغض وکینہ نہ رکھے اور اس کی غیبت بھی نہ کرے۔

حدیث: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: تم لوگ نہ آپس میں ایک دوسرے پر حسد کرو اور نہ ایک دوسرے سے بُغض وکینہ رکھو اور نہ ایک دوسرے کی غیبت کرو۔ (۲)

(۸) مسلمان کو چاہیے کہ کسی مسلمان سے تین دن رات سے زیادہ سلام وکلام ترک نہ کرے۔

حدیث: حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کسی مسلمان کو کسی مسلمان سے تین دن رات سے زیادہ سلام و کلام ترک کرنا حلال نہیں۔ (۳)

حدیث: ابوداؤد کی ایک روایت میں یہ بھی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو مسلمان کسی مسلمان کو رنجش کی بنا پر تین دن سے زیادہ چھوڑے رکھے اور اسی حالت میں مرجائے تو وہ جہنمی ہے۔

عامۃ الناس کے حقوق

حدیث: حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا:

اَلرَّاحِمُوْنَ یَرْحَمُهُمُ الرَّحْمٰنُ اِرْحَمُوْا مَنْ فِي الْاَرْضِ یَرْحَمْكُمْ مَنْ فِيْ

۱: ترمذی شریف
۲: بخاری ومسلم
۳: بخاری ومسلم

السَّمَاءِ (۱)

مہربانی کرنے والے جو ہیں ان پر رحمٰن مہربانی فرماتا ہے تم زمین والوں پر مہربانی کرو اللہ تعالیٰ اور آسمان کے فرشتے تم پر مہربانی کریں گے۔

اس حدیث کا مطلب ظاہر ہے کہ اگر تمہاری خواہش ہے کہ اللہ تعالیٰ تم پر مہربانی کرے اور نظر رحمت فرمائے تو تم کو چاہیے کہ ہر انسان پر خواہ وہ دوست ہو یا دشمن مسلم ہو یا کافر مہربانی کرو مثلاً بھوکوں کو کھانا کھلاؤ، ننگوں کو کپڑا پہناؤ، بیماروں کی خبر لو، اندھوں کو راستہ بتاؤ، مصیبت زدوں کی مصیبت دور کرنے میں کوشش کرو۔ غرض یہ ہے کہ ہر انسان کے ساتھ حسن اخلاق سے پیش آؤ اور جہاں تک ہو سکے اس کی مدد کرو۔ یہ بڑے اجر و ثواب کا کام ہے اور یہی انسانیت کا تقاضا ہے۔ جس انسان کے دل میں خدا کے بندوں پر مہربانی کرنے کا جذبہ نہیں وہ خدا کی رحمت سے محروم ہے۔

حضرت جریر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نے فرمایا:

لَا یرحم اللہ من لا یرحم الناس (۲)

جو لوگوں پر مہربانی نہیں کرتے ان پر اللہ تعالیٰ بھی رحم نہیں کرتا۔

اس حدیث سے ظاہر ہے کہ خدا کے بندوں پر رحم اور مہربانی نہ کرنا رحمت خداوندی سے محرومی کی علامت ہے۔

۱: ترمذی
۲: بخاری و مسلم

https://alislami.net

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡم

بندوں کے حقوق سے متعلق اہم مباحث پر مشتمل رسالہ

موسوم بنام تاریخی

اَعۡجَبُ الۡاِمۡدَادِ فِیۡ مُکَفِّرَاتِ حُقُوۡقِ الۡعِبَادِ

۱۳۱۰ھ

معروف بہ

حقوق العباد کی اہمیت

تصنیف

مجدد ملت اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قادری قدس سرہ

۱۲۷۲ھ----۱۳۴۰ھ

ترتیب وتحشیہ

محمد عبد المبین نعمانی قادری

باہتمام

المجمع الاسلامی، ملت نگر مبارک پور، اعظم گڑھ

ناشر

اسلامی اکیڈمی بجرڈیہہ، بنارس

https://alislami.net

اعجب الامداد فی مکفرات حقوق العباد (۱۳۱۰ھ)

عجیب ترین امداد، حقوق العباد کا کفارہ بننے والی چیزوں کے بارے میں

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡم

نَحۡمَدُہٗ وَنُصَلِّیۡ عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡم

بندوں کے حق کس قدر ہیں؟

حق العباد بھی کسی طرح معاف رہتا ہے بغیر اس کے معاف کیے جس کا حق ہے؟ ارقام فرمائیں اور حق العباد (بندوں کے حق) کس قدر ہیں؟ بیّنوا توجروا۔[۱]

الجواب:

حق العبد وہ مطالبۂ مالی ہے کہ شرعًا اس کے ذمہ کسی کے لیے ثابت ہو اور ہر وہ نقصان وآزار جو بے اجازت شرعیہ کسی قول، فعل، ترک سے کسی کے دین، آبرو، جان، جسم، مال یا صرف قلب کو پہنچایا جائے۔ تو یہ دو قسمیں ہوئیں، اول کو دُیون،[۲] ثانی کو مظالم، اور دونوں کو تبعات[۳] اور کبھی دُیون بھی کہتے ہیں۔ ان دونوں قسموں میں نسبت عموم خصوص من وجہ ہے یعنی کہیں تو دَین پایا جاتا ہے مظلمہ نہیں، جیسے خریدی چیز کی قیمت، مزدور کی اجرت، عورت کا مہر وغیرہ دُیون کہ عقود جائزہ شرعیہ سے اس کے ذمہ لازم ہوئے اور اس نے ان کی ادا میں کمی وتاخیر ناروا برتی یہ حق العبد اس کی گردن پر ہے مگر کوئی ظلم نہیں۔ اور کہیں مظلمہ پایا جاتا ہے دین نہیں جیسے کسی کو مارا، گالی دی، برا کہا، غیبت کی کہ اس کی خبر اسے پہنچی، یہ سب حقوق العبد وظلم ہیں مگر کوئی دین واجب الادا نہیں، اور کہیں دین اور مظلمہ دونوں ہوتے ہیں جیسے کسی کا مال چرایا، چھینا، لوٹا، رشوت، سود، جوئے میں لیا، یہ سب دیون بھی ہیں اور ظلم بھی۔ قسم اول میں تمام صور وعقود مطالبہ مالیہ داخل،

۱: بیان کیجیے اور اجر پائیے

۲: دُیون، دَین کی جمع ہے بمعنی مالی مطالبہ ہے اور مظالم، مظلمہ کی جمعہ ہے بمعنی ظلم

۳: تَبِعَۃٌ کی جمع ہے بمعنی تاوان ۱۲۔ نعمانی قادری

https://alislami.net

دوسری میں قول وفعل وترک کو دین، آبرو، جان جسم، مال، قلب میں ضرب دینے سے اٹھارہ انواع حاصل، ہر نوع صدہا صورتوں کو شامل، تو کیوں کر گنا سکتے ہیں کہ حقوق العباد کس قدر ہیں۔ ہاں ان کا ضابطۂ کلیہ بتادیا گیا ہے کہ ان دو قسموں سے جو امر جہاں پایا جائے اسے حق العبد جانیے پھر حق کسی قسم کا ہو جب تک صاحب حق معاف نہ کرے معاف نہیں ہوتا۔

حقوق اللہ میں تو ظاہر کہ اس کے سوا دوسرا معاف کرنے والا کون۔ **ومن یغفر الذنوب الا اللہ**(۱) کون گناہ بخشے اللہ کے سوا۔ **الحمدللہ** کہ معافی کریم غنی قدیر رؤف رحیم کے ہاتھ ہے۔ **وَالْكَرِيْمُ لَايَأْتِيْ مِنْهُ اِلَّا الْكَرَمِ** (کریم سے سوائے کرم کے کچھ اور صادر نہیں ہوتا۔)

اور حقوق العباد میں بھی مَلِک دَیّان عَزَّجَلَالُہ نے اپنے دارالعدل کا یہی ضابطہ رکھا ہے کہ جب تک وہ بندہ معاف نہ کرے معاف نہ ہوگا اگرچہ مولیٰ تعالیٰ ہمارا اور ہمارے جان ومال وحقوق سب کا مالک ہے اگر وہ بے ہماری مرضی کے ہمارے حقوق جسے چاہے معاف فرمادے تو بھی عین حق وعدل ہے کہ ہم بھی اسی کے اور ہمارے حق بھی اسی کے مقرر فرمائے ہوئے۔ اگر وہ ہمارے خون ومال وعزت وغیرہ کو معصوم ومحترم نہ کرتا تو ہمیں کوئی کیسا ہی آزار پہنچاتا نام کو بھی ہمارے حق میں گرفتار نہ ہوتا۔ یو ہیں اب اس حرمت وعصمت کے بعد بھی جسے چاہے ہمارے حقوق چھوڑ دے ہمیں کیا مجالِ عذر ہے۔ مگر اس کریم رحیم جل وعلا کی رحمت کہ ہمارے حقوق کا اختیار ہمارے ہاتھ رکھا ہے بے ہمارے بخشے معاف ہو جانے کی شکل نہ رکھی کہ کوئی ستم رسیدہ یہ نہ کہے کہ اے مالک میرے! میں اپنی داد (۲) کو نہ پہنچا۔ حدیث میں ہے حضور پرنور سید المرسلین صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّم فرماتے ہیں:

اَلدَّوَاوِیْنُ ثَلٰثَۃٌ فَدِیْوَانٌ لَایَغْفِرِ اللہُ مِنْہُ شَیْئًا وَدِیْوَانٌ لَایَعْبَأُ اللہُ بِہٖ شَیْئًا وَدِیْوَانٌ لَایَتْرُکُ اللہُ مِنْہُ شَیْئًا فَاَمَّا الدِّیْوَانُ الَّذِیْ لَایَغْفِرُاللہُ مِنْہُ

۱: القرآن الکریم ۳/ ۱۳۵

۲: انصاف

شَيْئاً فَالْاِشْرَاکُ بِاللّٰہِ عَزَّوَجَلَّ وَاَمَّا الدِّیْوَانُ الَّذِیْ لَایَعْبأُ اللّٰہُ بِہٖ شَیْئاً فَظُلْمُ الْعَبْدِ نَفْسَہٗ فِیْمَا بَیْنَہٗ وَبَیْنَ رَبِّہٖ مِنْ صَوْمِ یَوْمٍ تَرَکَہٗ اَوْصَلَاۃٍ تَرَکَھَا۔ فَاِنَّ اللّٰہَ تَعَالٰی یَغْفِرُ ذَالِکَ اِنْ شَاءَ وَیَتَجَاوَزُ۔ وَ اَمَّا الدِّیْوَانُ الَّذِیْ لَایَتْرُکُ اللّٰہُ مِنْہُ شَیْئاً فَمَظَالِمُ الْعِبَادِ بَیْنَھُمُ الْقِصَاصُ۔ لَامُحَالَۃَ۔

رواہ الامام احمد فی المسند والحاکم فی المستدرک عن ام المؤمنین الصدیقۃ رضی اللہ تعالیٰ عنھا۔[1]

یعنی دفتر تین ہیں، ایک دفتر میں سے اللہ تعالیٰ کچھ نہ بخشے گا اور ایک دفتر کی اللہ تعالیٰ کو کچھ پروانہیں اور ایک دفتر میں اللہ تعالیٰ کچھ نہ چھوڑے گا، وہ دفتر جس میں اصلاً معافی کی جگہ نہیں وہ توکفر ہے کہ کسی طرح نہ بخشا جائے گا اور وہ دفتر جس کی اللہ عزوجل کو کچھ پروانہیں وہ بندے کا گناہ ہے خالص اپنے اور اپنے رب کے معاملہ میں کہ کسی دن کا روزہ ترک کیا یا کوئی نماز چھوڑدی اللہ تعالیٰ چاہے تو اسے معاف کردے اور درگزر فرمائے اور وہ دفتر جس میں سے اللہ تعالیٰ کچھ نہ چھوڑے گا وہ بندوں کا آپس میں ایک دوسرے پر ظلم ہے کہ اس میں ضرور بدلہ ہونا ہے۔

(امام احمد نے مسند میں اور حاکم نے مستدرک میں ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے اس کی روایت فرمائی۔)

یہاں تک کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

لَتُؤَدُّنَّ الْحُقُوقَ اِلٰٓی اَھْلِھَا یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ حَتّٰی یُقَادَ لِلشَّاۃِ الْجَلْحَاءِ مِنَ الشَّاۃِ الْقَرْنَاءِ تَنْطَحُھَا[2]

بیشک روز قیامت تمھیں اہل حقوق کو ان کے حق ادا کرنے ہوں گے یہاں تک کہ منڈی بکری کا بدلہ سینگ والی بکری سے لیا جائے گا کہ اسے سینگ مارے۔

۱: مسند احمد بن حنبل حدیث ۲۵۵۰۰ دار احیاء التراث العربی بیروت ۷/۳۴۲)

۲: صحیح مسلم کتاب البر والصلۃ باب نصر الاخ ظالماً او مظلوماً قدیمی کتب خانہ کراچی ۲/ ۳۲۰

مسند احمد بن حنبل عن ابی ہریرہ المکتب الاسلامی بیروت ۲/ ۳۰۱

https://alislami.net

رواه الائمة احمد فی المسند والمسلم فی صحیحه والبخاری فی الادب المفرد والترمذی فی الجامع عن ابی هریرة رضی اللّٰه تعالیٰ عنه۔ [1]

ایک روایت میں فرمایا:

حتی لِلذَّرَّةِ مِنَ الذَّرَّةِ۔ یہاں تک کہ چیونٹی سے چیونٹی کا عوض لیاجائے گا۔

ورواه الامام احمد بسند صحیح۔

پھر وہاں روپے اشرفیاں تو ہیں نہیں کہ معاوضۂ حق دی جائیں طریقۂ ادا یہ ہوگا کہ اس کی نیکیاں صاحب حق کو دی جائیں گی اگر ادا ہو گیا غنیمت ورنہ اس کے گناہ اس پر رکھے جائیں گے یہاں تک کہ ترازوئے عدل میں وزن پورا ہو۔ احادیث کثیرہ اس مضمون میں وارد، ازاں جملہ [2] حدیث صحیح مسلم وغیرہ ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے:

اِنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ :قَالَ تَدْرُوْنَ مَنِ الْمُفْلِسُ قَالُوا الْمُفْلِسُ فِينَا مَنْ لَا دِرْهَمَ لَهُ وَلَا مَتَاعَ فَقَالَ إِنَّ الْمُفْلِسَ مِنْ أُمَّتِي مَنْ يَأْتِي يَوْمَ الْقِيٰمَةِ بِصَلَاةٍ وَّصِيَامٍ وَّزَكوةٍ وِيَأْتِي قَد شَتَمَ هَذَا وَقَدْ قَذَفَ هَذَا وَاَكَلَ مَالَ هَذَا وَسَفَكَ دَمَ هَذَا وَضَرَبَ هَذَا فَيُعطىٰ هٰذَا مِنْ حَسَنَاتِهِ وَهٰذَا مِنْ حَسَنَاتِهِ فَإِنْ فَنِيَتْ حَسَنَاتُهُ قَبْلَ أَنْ يُقْضَى مَا عَلَيْهِ أُخِذَ مِنْ خَطَايَا هُمْ فَطُرِحَتْ عَلَيْهِ ثُمَّ طُرِحَ فِي النَّارِ۔ [3]

یعنی حضور اقدس سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا جانتے ہو مفلس کون ہے؟ صحابہ نے عرض کی ہمارے یہاں تو مفلس وہ ہے جس کے پاس زر و مال نہ ہو۔ فرمایا میری امت میں مفلس وہ ہے جو قیامت کے دن نماز، روزے، زکوٰۃ لے کر آئے اور یوں آئے کہ اسے گالی دی اسے زنا کی تہمت لگائی اس کا مال کھایا اس کا خون گرایا اسے مارا تو اس کی نیکیاں اسے دی گئیں پھر اگر نیکیاں ختم ہو چکیں اور حق باقی ہیں تو ان کے گناہ لے کر اس

۱: اس حدیث کو امام احمد نے مسند میں اور امام مسلم نے صحیح میں اور امام بخاری نے ادب مفرد میں اور امام ترمذی نے جامع ترمذی میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے۔

۲: انھیں میں سے

۳: صحیح مسلم کتاب البر والصلۃ باب تحریم الظلم قدیمی کتب خانہ کراچی ۲/ ۳۲۰۔

https://alislami.net

پر ڈالے گئے پھر جہنم میں پھینک دیا گیا۔ والعیاذ باللہ سبحٰنہ وتعالیٰ۔

غرض حقوق العباد بے ان کی معافی کے معاف نہ ہوں گے ولہٰذا مروی ہوا کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا:

اَلْغِیْبَۃُ أَشَدُّ مِنَ الزِّنَا

غیبت زنا سے سخت تر ہے۔ کسی نے عرض کی: یہ کیوں کر؟ فرمایا:

اَلرَّجُلُ یَزْنِیْ ثُمَّ یَتُوْبُ فَیَتُوْبُ اللہُ عَلَیْہِ وَإِنَّ صَاحِبَ الْغِیْبَۃِ لَا یُغْفَرُ لَہٗ حَتّٰی یَغْفِرَ لَہٗ صَاحِبُہٗ۔

زانی توبہ کرے تو اللہ تعالیٰ توبہ قبول فرمالے اور غیبت والے کی مغفرت نہ ہوگی جب تک وہ نہ بخشے جس کی غیبت کی ہے۔

رَوَاہُ ابْنُ أَبِي الدُّنْیَا فِي ذَمِّ الْغِیْبَۃِ وَالطَّبْرَانِيُّ فِي الْأَوْسَطِ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللہِ وَأَبِي سَعِیدٍ الْخُدْرِيِّ وَ الْبَیْہَقِيُّ عَنْہُمَا عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُمْ (۱)

پھر یہاں معاف کرالینا سہل ہے قیامت کے دن اس کی امید مشکل کہ وہاں ہر شخص اپنے اپنے حال میں گرفتار، نیکیوں کا طلبگار، برائیوں سے بیزار ہوگا پرائی نیکیاں اپنے ہاتھ آتی اپنی برائیاں اس کے سر جاتی کسے بری معلوم ہوتی ہیں، یہاں تک کہ حدیث میں آیا کہ ماں باپ کا بیٹے پر کچھ دَین آتا ہوگا روزِ قیامت اسے لپٹیں گے کہ ہمارا دَین دے وہ کہے گا میں تمہارا بچہ ہوں، یعنی شاید رحم کریں وہ تمنا کریں گے کاش اور زیادہ ہوتا۔

الطبرانی عنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ رَضِيَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللہِ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم ، یَقُوْلُ إِنَّہٗ یَکُوْنُ لِلْوَالِدَیْنِ عَلٰی وَلَدِہِمَا دَیْنٌ فَإِذَا کَانَ یَوْمُ الْقِیٰمَۃِ یَتَعَلَّقَانِ بِہٖ فَیَقُوْلُ أَنَا وَلَدُکُمَا فَیَوَدَّانِ وَیَتَمَنَّیَانِ لَوْ

۱: اس حدیث کو ابن ابی الدنیا نے "ذم الغیبۃ" میں اور امام طبرانی نے "الاوسط" میں حضرت جابر بن عبداللہ اور حضرت ابوسعید خدری سے اور امام بیہقی نے ان دونوں کے علاوہ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے اس کی روایت کی۔

https://alislami.net

كَانَ أكثر من ذلك .[1]

طبرانی میں ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے سنا کہ آپ فرمارہے تھے کہ والدین کا بیٹے پر دَین (قرض) ہوگا قیامت کے روز والدین بیٹے پر لپکیں گے تو بیٹا کہے گا میں تمہارا بیٹا ہوں تو والدین کو حق دلایا جائے گا اور تمنا کریں گے کاش ہمارا حق اور زائد ہوتا۔(ت)

جب ماں باپ کا یہ حال تو اوروں سے امید خام خیال، ہاں کریم ورحیم مالک و مولیٰ جل جلالہ وتبارک وتعالیٰ جس پر رحم فرمانا چاہے گا تو یوں کرے گا کہ حق والے کو بے بہا قصورِ جنت معاوضہ میں عطا فرما کر عفوِ حق پر راضی کردے گا ایک کرشمۂ کرم میں دونوں کا بھلا ہوجائے گا نہ اس کی حسنات اسے دی گئیں نہ اس کی سیأت اس کے سر رکھی گئیں نہ اس کا حق ضائع ہونے پایا بلکہ حق سے ہزاروں درجے بہتر وافضل پایا رحمت حق کی بندہ نوازی ظالم ناجی مظلوم راضی، فَلِلّٰهِ الْحَمْدُ حَمْدًا كَثِيْرًا طَيِّبًا مُّبَارَكًا فِيْهِ كَمَا يُحِبُّ رَبُّنَا وَيَرْضٰى (پھر اللہ تعالیٰ ہی کے لیے حمد وثنا ہے جس کی ذات بہت زیادہ پاکیزہ اور بابرکت ہے۔)

حدیث میں ہے:

بَيْنَمَا رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ تَعَالىٰ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَالِسٌ إِذْ رَأَيْنَاهُ ضَحِكَ حَتّٰى بَدَتْ ثَنَايَاهُ فَقَالَ لَهُ عُمَرُ مَا أَضْحَكَكَ يَا رَسُوْلَ اللهِ بِأَبِيْ أَنْتَ وَأُمِّيْ۔

یعنی ایک دن حضور پرنور سید العالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تشریف فرما تھے ناگاہ خندہ فرمایا کہ اگلے دندان مبارک ظاہر ہوئے۔ امیر المومنین فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کی یا رسول اللہ میرے ماں باپ حضور پر قربان کس بات پر حضور کو ہنسی آئی؟

ارشاد فرمایا:

رَجُلَانِ مِنْ أُمَّتِيْ جَثَيَا بَيْنَ يَدَيْ رَبِّ الْعِزَّةِ فَقَالَ أَحَدُهُمَا يَا رَبِّ خُذْ لِيْ

1: یہ حدیث امام طبرانی نے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی، باقی عبارت کا ترجمہ اوپر گزر چکا۔ (المعجم الکبیر حدیث المکتبۃ الفیصلیۃ بیروت ۱۰/ ۲۷۰)

https://alislami.net

مَظْلَمَتِي مِنْ أَخِيْ فَقَالَ اللهُ كَيْفَ تَصْنَعُ بِأَخِيْكَ وَلَمْ يَبْقَ مِنْ حَسَنَاتِهِ شَيْءٌ قَالَ يَا رَبِّ فَيُحْمَلُ مِنْ أَوْزَارِي وَفَاضَتْ عَيْنَا رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالْبُكَاءِ ثُمَّ قَالَ إِنَّ ذٰلِكَ لَيَوْمٌ عَظِيمٌ يَحْتَاجُ النَّاسُ أَنْ يُحْمَلَ عَنْهُمْ مِنْ أَوْزَارِهِمْ فَقَالَ اللهُ للطالبِ ارْفَعْ بَصَرَكَ فَانْظُرْ فَرَفَعَ فَقَالَ يَارَبِّ أَرىٰ مَدَائِنَ مِنْ ذَهَبٍ قصوراً مِن ذهب مُكَلَّلَةً باللؤلؤ لِأَيِّ نَبِيٍّ هَذَا أَوْلِأَيِّ صديق هذا اولِأَيِّ شهيد هذا قال لمن اعطى الثَّمَنَ قَالَ يَارَبِّ وَمَنْ يَمْلِكُ ذٰلِكَ قَالَ أَنتَ تَمْلِكُهُ قَالَ بِمَاذَا قَالَ بِعَفْوِكَ عَنْ أَخِيكَ قَالَ يَارَبِّ فَإِنِّي قَدْ عَفَوتُ عَنه قَالَ اللهُ تَعَالَى فَخُذْ بِيَدِ أَخِيكَ وَأَدْخِلْهُ الْجَنَّةَ فَقَالَ رَسُولُ الله صَلَّى اللهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عِندَ ذٰلک اتَّقُوا اللّٰه وَاَصلِحُوا ذَاتَ بَينِكُم فَإِنَّ اللهَ يُصْلِحُ بَيْنَ الْمُسْلِمِينَ يومَ الْقِيٰمَةِ۔

رواه الحاکم فی المستدرک والبیهقی فی کتاب البعث والنشور وابو یعلیٰ فی مسنده وسعید بن منصور فی سننه عن انس بن مالک رضی الله تعالیٰ عنه۔[1]

دو مرد میری امت سے رب العزت جل جلالہ کے حضور زانوؤں پر کھڑے ہوئے، ایک نے عرض کی: اے رب میرے! میرے اس بھائی نے جو ظلم مجھ پر کیا ہے اس کا عوض میرے لیے لے۔ رب تعالیٰ نے فرمایا: اپنے بھائی کے ساتھ کیا کرے گا اس کی نیکیاں تو سب ہو چکیں، مدعی نے عرض کی: اے رب میرے! تو میرے گناہ وہ اٹھالے۔ یہ فرما کر حضور رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی آنکھیں گریہ سے بہ نکلیں، پھر فرمایا: بے شک وہ دن بڑا سخت ہے لوگ اس کے محتاج ہوں گے کہ ان کے گناہوں کا کچھ بوجھ اور لوگ اٹھائیں۔ مولیٰ عزوجل نے مدعی سے فرمایا: نظر اٹھا کر دیکھ۔ اس نے نگاہ اٹھائی کہا اے رب میرے! میں کچھ شہر دیکھتا ہوں سونے کے اور محل کے محل سونے کے سراپا موتیوں سے

۱: اس حدیث کو امام حاکم نے مستدرک میں، بیہقی نے "کتاب البعث والنشور" میں ابو یعلیٰ نے مسند اور سعید بن منصور نے اپنی سنن میں حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا۔

https://alislami.net

جڑے ہوئے یہ کس نبی کے ہیں یا کس صدیق یا کس شہید کے۔ مولیٰ تبارک وتعالیٰ نے فرمایا: اس کے ہیں جو قیمت دے کہا: اے رب میرے! بھلا ان کی قیمت کون دے سکتا ہے؟ فرمایا: تو۔ عرض کی: کیوں کر؟ فرمایا: یوں کہ اپنے بھائی کو معاف کردے۔ کہا: اے رب میرے! یہ بات ہے تو میں نے معاف کیا۔ مولیٰ جل مجدہ نے فرمایا: اپنے بھائی کا ہاتھ پکڑلے اور جنت میں لے جا۔ حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اسے بیان کرکے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ سے ڈرو اور اپنے آپس میں صلح کرو کہ مولیٰ عزوجل قیامت کے دن مسلمانوں میں صلح کرائے گا۔

اور فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم:

إِذَا الْتَقَى الْخَلَائِقُ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ نَادٰى مُنَادٍ يَا أَهْلَ الْجَمْعِ تَدَارَكُوا الْمَظَالِمَ بَيْنَكُمْ وَثَوَابُكُمْ عَلَيَّ۔

جب مخلوق روز قیامت باہم ہوگی ایک منادی رب العزۃ جل وعلا کی طرف سے ندا کرے گا اے مجمع والو اپنے مظلموں کا تدارک کرلو اور تمہارا ثواب میرے ذمہ ہے۔

رواہ الطبرانی عن انس ایضا رضی اللّٰہ تعالیٰ عنہ بسند حسن[1]

اور ایک حدیث میں ہے حضور والا صلوات اللہ وسلامہ علیہ نے فرمایا:

إِنَّ اللّٰهَ يَجْمَعُ الْأَوَّلِينَ وَالْآخِرِينَ فِي صَعِيدٍ وَاحِدٍ ثُمَّ يُنَادِي مُنَادٍ مِّنْ تَحْتِ الْعَرْشِ يَا أَهْلَ التَّوْحِيدِ إِنَّ اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ قَدْ عَفَا عَنْكُمْ فَيَقُومُ النَّاسُ فَيَتَعَلَّقُ بَعْضُهُمْ بِبَعْضٍ فِي ظُلَامَاتٍ فَيُنَادِي مُنَادٍ يَا أَهْلَ التوحِيْدِ لِيَعْفُ بَعْضُكُمْ عَنْ بَعْضٍ وَّعَلَيَّ الثَّوَابُ۔

یعنی بے شک اللہ عزوجل روز قیامت سب اگلوں پچھلوں کو ایک زمین میں جمع فرمائے گا پھر زیر عرش سے منادی ندا کرے گا اے توحید والو! مولیٰ تعالیٰ نے تمھیں اپنے حقوق معاف فرمائے لوگ کھڑے ہو کر آپس کے مظلموں میں ایک دوسرے سے لپٹیں گے منادی پکارے گا اے توحید والو! ایک دوسرے کو معاف کردو اور ثواب دینا میرے

ا: اس حدیث کو امام طبرانی نے حضرت انس (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) سے ہی روایت کیا ہے۔ ۱۲ نعمانی قادری

https://alislami.net

ذمہ ہے۔

رواہ ایضا عن ام ھانی رضی اللّٰہ تعالیٰ عنھا[1]

یہ دولت کبریٰ ونعمت عظمیٰ اکرم الاکرمین جلت عظمتہ اپنے محض کرم وفضل سے اس ذلیل روسیاہ سراپا گناہ کو بھی عطافرمائے۔ ع

کہ مستحق کرامت گنہگار اند

اس وقت کی نظر میں اس کا جلیل وعدہ جمیل مژدہ صاف صریح بالتصریح یا کالتصریح پانچ فرقوں کے لیے وارد ہوا۔

اوّل حاجی :

کہ پاک مال، پاک کمائی، پاک نیت سے حج کرے، اور اس میں لڑائی جھگڑے اورعورتوں کے سامنے تذکرہ جماع اور ہرقسم کے گناہ ونافرمانی سے بچے، اس وقت تک جتنے گناہ کیے تھے بشرط قبول سب معاف ہوجاتے ہیں، پھر اگر حج کے بعد فوراً مرگیا اتنی مہلت نہ ملی کہ جو حقوق، اللہ عَزَّوَجَلَّ یا بندوں کے اس کے ذمہ تھے انہیں ادا یا ادا کی فکر کرتا توامید واثق ہے کہ مولیٰ تعالیٰ اپنے تمام حقوق سے مطلقاً درگزر فرمائے یعنی نماز، روزہ، زکوٰۃ وغیرہا فرائض کہ بجانہ لایا تھا ان کے مطالبہ پر بھی قلم عفوِالٰہی پھر جائے اور حقوق العباد ودیون ومظالم مثلاً کسی کا قرض آتا ہو، مال چھینا ہو، برا کہا ہوان سب کو مولیٰ تعالیٰ اپنے ذمہ کرم پرلے لے، اصحاب حقوق کو روزقیامت راضی فرماکر مطالبہ وخصومت سے نجات بخشے، یوہیں اگر بعد کو زندہ رہا اور بقدرِ قدرت تدارکِ حقوق کرلیا یعنی زکوٰۃ دے دی نماز روزہ کی قضا ادا کی جس کا جو مطالبہ آتا تھا دے دیا جسے آزار پہنچا تھا معاف کرالیا جس مطالبہ کا لینے والا نہ رہا یا معلوم نہیں اس کی طرف سے تَصَدُّق کردیا یا بوجہِ قلّتِ مُلَت جو حق، اللہ عزوجل یا بندہ کا اداکرتے کرتے رہ گیا اس کی نسبت اپنے مال میں وصیت کردی، غرض

---

[1] اس حدیث کو بھی امام طبرانی نے حضرت ام ہانی رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہَا سے روایت کیا ہے۔ ۱۲نعمانی

جہاں تک طُرُقِ بَرَاءَت [1] پر قدرت ملی، تقصیر [2] نہ کی تو اس کے لیے امید اور زیادہ قوی کہ اصلِ حقوق کی یہ تدبیر ہو گئی اور اثمِ مخالفت حج سے دھل گیا، ہاں اگر بعدِ حج باوصفِ قدرت ان امور میں قاصر رہا تو یہ سب گناہ از سر نو اس کے سر ہوں گے کہ حقوق تو خود باقی ہی تھے ان کی ادا میں پھر تاخیر و تقصیر گناہ تازہ ہوئی اور وہ حج ان کے ازالہ کو کافی نہ ہوگا کہ حج گزرے گناہوں کو دھوتا ہے آئندہ کے لیے پروانۂ بے قیدی نہیں ہوتا بلکہ حج مبرور کی نشانی یہ ہے کہ پہلے سے اچھا ہو کر پلٹے۔

فَإِنَّا لِلّٰهِ وَإِنَّآ إِلَيۡهِ رٰجِعُونَ وَلا حَولَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ العَلِيِّ الْعَظِيمِ

(بے شک ہم اللہ تعالیٰ کے لیے ہیں اور یقیناً اسی کی طرف لوٹ کر جانے والے ہیں، گناہوں سے بچنے اور نیکی کرنے کی طاقت اللہ تعالیٰ بزرگ و برتر کی توفیق کے بغیر کسی میں نہیں۔)

مسئلۂ حج میں بحمدِ اللہ تعالیٰ یہ وہ قولِ فیصل ہے جسے فقیر غَفَرَ اللّٰهُ تَعَالٰی لَهٗ نے بعد تنقیح دلائل و مذاہب واحاطۂ اَطراف و جوانب، اختیار کیا جس سے اقوالِ ائمہ کرام میں توفیق [3] اور دلائلِ حدیث و کلام میں تطبیق ہو جاتی ہے۔

اس معرکۃ الآرا مبحث کی نفیس تحقیق بعونہ تعالیٰ فقیر غفر اللہ تعالیٰ لہ نے بعد ورود اس سوال کے ایک تحریر میں جداگانہ لکھی، یہاں اسی قدر کافی ہے۔ و باللّٰہ التوفیق۔

احادیث: ابن ماجہ اپنی سنن میں کاملاً اور ابوداؤد مختصراً، اور امام عبداللہ بن امام احمد "زوائد مسند" اور طبرانی "معجم کبیر" اور ابو یعلی "مسند" اور ابن حبان "ضعفاء" اور ابن عدی "کامل" اور بیہقی "سنن کبریٰ" و "شعب الایمان" و "کتاب البعث" والنشور اور ضیاء مقدسی بافادۂ تصحیح، "صحیح مختارہ" میں حضرت عباس بن مرداس اور امام عبداللہ بن مبارک

۱: چھٹکارا کی راہوں پر

۲: کوتاہی

۳: مختلف اقوال میں ایسی جنچی تلی بات کہنا کہ سب آپس میں موافق ہو جائیں اور اختلاف کی صورت ختم ہو جائے۔

بسند صحیح اور ابویعلٰی وابن منیع بوجہ آخر حضرت انس بن مالک اور ابونعیم "حلیۃ الاولیا" اور امام ابن جریر طبری "تفسیر" اور حسن بن سفیان "مسند" اور ابن حبان "ضعفاء" میں حضرت عبداللہ بن عمر فاروق اعظم اور عبدالرزاق "مصنف" اور طبرانی "معجم کبیر" میں حضرت عبادہ بن صامت اور دارقطنی وابن حبان حضرت ابوہریرہ اور ابن مندہ "کتاب الصحابہ" اور خطیب "تلخیص المتشابہ" میں حضرت زید جد عبدالرحمن بن عبداللہ بن زید رضی اللہ تعالٰی عنہم اجمعین سے بطرق عدیدہ والفاظ کثیرہ ومعانی متقاربہ، راوی:

وھٰذَا حَدِیْثُ الْاِمَامِ عَبْدِاللّٰہِ بْنِ الْمُبَارَکِ عَنْ سُفْیَانَ الثَّوْرِیِّ عَنْ زُبَیْرِ بْنِ عَدِیٍّ عَنْ اَنَسٍ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ قَالَ:

وَقَفَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ بِعَرَفَاتٍ وَقَدْ کَادَتِ الشَّمْسُ أَنْ تَؤُوْبَ فَقَالَ یَا بِلَالُ اَنْصِتْ لِیَ النَّاسَ فَقَالَ أَنْصِتُوْا لِرَسُوْلِ اللّٰہِ ﷺ فَأَنْصَتَ النَّاسُ فَقَالَ یَا مَعَاشِرَ النَّاسِ أَتَانِي جِبْرِیْلُ اٰنِفاً. فَأَقْرَانِي مِنْ رَّبِّي السّلامَ وَقَالَ إِنَّ اللّٰہَ عَزَّ وَجَلَّ غَفَرَ لِأَھْلِ عَرَفَاتٍ وَأَھْلِ الْمَشْعَرِ وَضَمِنَ عَنْھُمُ التَّبْعَاتِ فَقَالَ عمرُ بنُ الْخَطَّابِ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ فَقَالَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ ھٰذَا لَنَا خَاصَّۃً قَالَ ھَذَا لَکُمْ وَلِمَنْ أَتیٰ مِنْ بَعْدِکُمْ إِلَی یَوْمِ الْقِیٰمَۃِ فَقَالَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ کَثُرَ خَیْرُ اللّٰہِ وَطَابَ۔

حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے عرفات میں وقوف فرمایا یہاں تک کہ آفتاب ڈوبنے پر آیا اس وقت ارشاد ہوا اے بلال! لوگوں کو میرے لیے خاموش کر، بلال نے کھڑے ہوکر پکارا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے لیے خاموش ہوجاؤ، لوگ ساکت ہوئے۔ حضور پرنور صلوات اللہ تعالٰی وسلامہ علیہ نے فرمایا اے لوگو! ابھی جبریل نے حاضر ہوکر مجھے میرے رب کا سلام وپیام پہنچایا کہ اللہ عزوجل نے عرفات ومشعرالحرام والوں کی مغفرت فرمائی اور ان کے باہمی حقوق کا خود ضامن ہوگیا۔ امیرالمؤمنین عمر رضی اللہ تعالٰی عنہ نے کھڑے ہوکر عرض کی یارسول اللہ کیا یہ دولت خاص ہمارے لیے ہے؟ فرمایا تمہارے لیے اور جو تمہارے بعد قیامت تک آئیں سب کے لیے عمر رضی اللہ تعالٰی عنہ نے

https://alislami.net

کہا اللہ عزوجل کی خیر کثیر و پاکیزہ ہے۔ اِنْتَھٰی وَالْحَمْدُلِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْن۔

دوم شہید بحر:

کہ خاص اللہ عَزَّوَجَلَّ کی رضا چاہنے اور اس کا بول بالا ہونے کے لیے سمندر میں جہاد کرے اور وہاں ڈوب کر شہید ہو، حدیثوں میں آیا کہ مولی عَزَّوَجَلَّ خود اپنے دست قدرت سے اس کی روح قبض کرتا اور اپنے تمام حقوق اسے معاف فرماتا اور بندوں کے سب مطالبے جو اس پر تھے اپنے ذِمَّۂ کرم پر لیتا ہے۔

احادیث: ابن ماجہ "سنن" اور طبرانی "معجم کبیر" میں حضرت ابوامامہ اور ابونعیم "حلیہ" میں حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی پھوپھی حضرت صَفِیَّہ بنت عبدالمطلب اور شیرازی "کتاب الالقاب" میں حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین سے راوی:

وَاللَّفْظُ لِاَبِیْ اُمَامَۃَ رَضِیَ اللہ تَعَالٰی عَنْہُ قَالَ

قَالَ رَسُوْلَ اللہِ صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یُغْفَرُ لِشَھِیْدِ الْبَرِّ الذُّنُوْبُ کُلُّھَا اِلَّا الدَّیْنَ، وَیُغْفَرُ لِشَھِیْدِ الْبَحْرِ الذُّنُوْبُ کُلُّھَا وَالدَّیْنُ۔[1]

یعنی حضور سید عالم ﷺ فرماتے ہیں جو خشکی میں شہید ہو اس کے سب گناہ بخشے جاتے ہیں مگر حقوق العباد اور جو دریا میں شہادت پائے اس کے تمام گناہ و حقوق العباد سب معاف ہو جاتے ہیں۔

اَللّٰھُمَّ ارْزُقْنَا بِجَاھِہٖ عِنْدَکَ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَبَارَکَ اٰمِیْن

(اے اللہ ! حضور ﷺ کے اس بلند پایہ رتبہ کے طفیل جو ان کا تیری بارگاہ میں ہے ہمیں یہ دولت نصیب فرما آمین۔)

۱: المعجم الکبیر حدیث ۷۷۱۶ المکتبۃ الفیصلیۃ بیروت ۸/ ۲۰۱/سنن ابن ماجہ کتاب الجہاد باب فضل الغزو البحر ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ص ۲۰۴

سوم شہیدِ صبر:

یعنی وہ مسلمان سنی المذہب صحیح العقیدہ جسے ظالم نے گرفتار کر کے بحالتِ بیکسی و مجبوری قتل کیا، سولی دی، پھانسی دی کہ یہ بوجہِ اَسیری قتال و مدافعت پر قادر نہ تھا بخلافِ جہاد کہ مارتا، مرتا ہے اس کی بیکسی و بیدست و پائی زیادہ باعثِ رحمتِ الٰہی ہوتی ہے کہ حق اللہ و حق العبد کچھ نہیں رہتا ان شاء اللہ تعالیٰ۔

احادیث: بزار ام المومنین صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے بسند صحیح راوی، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں: قَتْلُ الصَّبْرِ لَایَمُرُّ بِذَنْبٍ اِلَّا مَحَاہُ قتلِ صبر کسی گناہ پر نہیں گزرتا مگر یہ کہ اسے مٹا دیتا ہے۔

نیز بزار ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں: قَتْلُ الرَّجُلِ صَبْرًا کَفَّارَۃٌ لِمَا قَبْلَہٗ مِنَ الذُّنُوْبِ۔ آدمی کا بروجہِ صبر مارا جانا تمام گزشتہ گناہوں کا کفارہ ہے۔

قَالَ الْمُنَاوِیْ فِی التَّیْسِیْرِ ظَاھِرُہٗ وَاِنْ کَانَ الْمَقْتُوْلُ عَاصِیًا وَمَاتَ بِلَا تَوْبَۃٍ فَفِیْہِ رَدٌّ عَلَی الْخَوَارِجِ وَالْمُعْتَزِلَۃِ وَرَاَیْتُنِیْ کَتَبْتُ عَلٰی ھَامِشِہٖ مَانَصُّہٗ اَقُوْلُ: بَلْ لَامَحْمَلَ لَہٗ سِوَاہُ فَاِنَّہٗ اِنْ لَمْ یَکُنْ عَاصِیًا لَمْ یَمُرَّ الْقَتْلُ بِذَنْبٍ وان کان تاب فکذلک فان التائب من الذنب کمن لا ذنب لہٗ۔[1]

احادیث مطلق ہیں اور مخصص مفقود وحدث عن البحر ولا حرج اور ہم نے سنی المذہب کی تخصیص اس لیے کی کہ حدیث میں ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

۱: امام مناوی نے "تیسیر" میں فرمایا اس سے ظاہر یہی ہے کہ یہ شہید اگرچہ گنہ گار تھا اور بلا توبہ مرا، تو اس میں خوارج اور معتزلہ کا رد ہے (جو مغفرت ذنوب کے قائل نہیں) اور اعلیٰ حضرت فرماتے ہیں: میں نے اس کے حاشیہ پر جو لکھا ہے وہ یہ ہے کہ بلکہ اس کے سوا کوئی اور اس کا محمل ہے ہی نہیں، اس لیے کہ اگر گنہ گار نہ ہو تو قتل کے گناہ کے ساتھ گزرنے کا سوال ہی نہیں اور اگر توبہ کر لی تب بھی وہی معنی ہوا اس لیے کہ گناہ سے توبہ کرنے والا ایسا ہی ہے جیسے کہ بے گناہ۔ ۱۲ نعمانی

https://alislami.net

لَوْ اَنَّ صَاحِبَ بِدْعَةٍ مُكَذِّبًا بِالْقَدْرِ قُتِلَ مَظْلُوْمًا صَابِرًا مُحْتَسِبًا بَيْنَ الرُّكْنِ وَالْمُقَامِ لَمْ يَنْظُرِ اللّٰهُ فِيْ شَيْءٍ مِنْ اَمْرِهٖ حَتّٰى يُدْخِلَهُ جَهَنَّمَ۔

اگر کوئی بدمذہب تقدیر ہر خیر وشر کا منکر خاص حجر اسود و مقام ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے درمیان محض مظلوم وصابر مارا جائے اور وہ اپنے اس قتل میں ثواب الٰہی ملنے کی نیت بھی رکھے تاہم اللہ عزوجل اس کی کسی بات پر نظر نہ فرمائے یہاں تک کہ اسے جہنم میں داخل کرے، والعیاذ باللہ تعالیٰ۔

رَوَاهُ اَبُوالْفَرْجِ فِي الْعِلَلِ مِنْ طَرِيْقِ كُثَيْرِ بْنِ سُلَيْمٍ نَا اَنَسُ بْنُ مَالِكٍ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَذَكَرَهٗ۔[1]

چہارم، مدیون:

جس نے بحاجت شرعیہ کسی نیک جائز کام کے لیے دین لیا اور اپنی چلتی ادا میں گئی (کمی) نہ کی نہ کبھی تاخیر نا روا رکھی بلکہ ہمیشہ سچے دل سے ادا پر آمادہ اور تاحدِّ قدرت اس کی فکر کرتا رہا پھر بمجبوری ادا نہ ہوسکا اور موت آگئی تو مولیٰ عزوجل اس کے لیے اس دین سے درگزر فرمائے گا اور روزِ قیامت اپنے خزانۂ قدرت سے ادا فرما کر دائن کو راضی کردے گا اس کے لیے یہ وعدۂ خاص اُسی دَین کے واسطے ہے نہ تمام حقوق العباد کے لیے۔

احادیث: احمد و بخاری و ابن ماجہ حضرت ابوہریرہ اور طبرانی "معجم کبیر" میں بسند صحیح حضرت میمون کردی اور حاکم "مستدرک" اور طبرانی کبیر میں حضرت ابوامامہ باہلی اور احمد وبزار وطبرانی وابونعیم بسند حسن حضرت عبدالرحمن بن ابی بکر صدیق اور ابن ماجہ وبزار حضرت عبداللہ بن عمرو اور بیہقی مرسلاً قاسم مولائے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے راوی۔

وَاللَّفْظُ لِمَيْمُوْنٍ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ: قَالَ[2] قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ

1: اس کو ابوالفرج نے "علل" میں روایت کیا کثیر بن سلیم کی سند سے وہ کہتے ہیں کہ ہم سے انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے روایت کی کہا کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے پھر اسی حدیث کو ذکر کیا۔ ۱۲ نعمانی قادری

2: اس حدیث کے الفاظ حضرت میمون کردی کے ہیں۔

تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَنْ اَدَانَ دَیْنًا یَنْوِی قَضَائَہٗ اَدَّاہُ اللّٰہُ عَنْہُ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ۔

یعنی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں جو کسی دین کا معاملہ کرے کہ اس کے ادا کی نیت رکھتا ہو اللہ عزوجل اس کی طرف سے روز قیامت ادا فرمادے گا۔

حدیث ابوامامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لفظ "مستدرک" میں یہ ہیں حضور اقدس صلوات اللہ وسلامہ علیہ فرماتے ہیں:

مَنْ تَدَایَنَ بِدَیْنٍ وَفِیْ نَفْسِہٖ وَفَاؤُہٗ ثُمَّ مَاتَ تَجَاوَزَ اللّٰہُ عَنْہُ وَاَرْضٰی غَرِیْمَہٗ بِمَاشَاءَ۔

جس نے کوئی معاملہ دین کیا اور دل میں ادا کی نیت رکھتا تھا پھر موت آگئی اللہ عزوجل اس سے درگزر فرمائے گا اور دائن کو جس طرح چاہے راضی کرے گا۔ نیک وجائز کی قید حدیث عبداللہ بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ظاہر کہ اس میں ضرورت جہاد وضرورت تجہیز وتکفین مسلمان وضرورت نکاح کو ذکر فرمایا بلکہ بخاری "تاریخ" اور ابن ماجہ "سنن" اور حاکم "مستدرک" میں راوی حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

اِنَّ اللّٰہَ تَعَالٰی مَعَ الدَّائِنِ حَتّٰی یَقْضِیَ دَیْنَہٗ مَالَمْ یَکُنْ دَیْنُہٗ فِیْمَا یَکْرَہُ اللّٰہُ۔

بے شک اللہ تعالیٰ قرض دار کے ساتھ ہے یہاں تک کہ اپنا قرض ادا کرے جب تک کہ اس کا دین اللہ تعالیٰ کے ناپسند کام میں نہ ہو۔

بمجبوری رہ جانے کی قید حدیث ابن صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے ثابت کہ رب العزت جل وعلا روز قیامت مدیون سے پوچھے گا تو نے کاہے میں یہ دین لیا اور لوگوں کا حق ضائع کیا، عرض کرے گا اے رب میرے! تو جانتا ہے کہ میرے اپنے کھانے پینے پہننے ضائع کردینے کے سبب وہ دین نہ رہ گیا بلکہ

اَتٰی عَلَیَّ اِمَّا حَرْقٌ وَّاِمَّا سَرْقٌ وَاِمَّا وَضِیْعَۃٌ

آگ لگ گئی یا چوری ہوگئی یا تجارت میں ٹوٹا پڑا یوں رہ گیا،

مولیٰ عزوجل فرمائے گا:

صَدَقَ عَبْدِیْ فَاَنَا اَحَقُّ مَنْ قَضٰی عَنْکَ۔

https://alislami.net

میرا بندہ سچ کہتا ہے سب سے زیادہ میں مستحق ہوں کہ تیری طرف سے ادا فرمادوں۔
پھر مولیٰ سبحٰنہ وتعالیٰ کوئی چیز منگا کر اس کے پلۂ میزان میں رکھ دے گا کہ نیکیاں برائیوں پر غالب آجائیں گی اور وہ بندہ رحمتِ الٰہی کے فضل سے داخلِ جنت ہوگا۔

پنجم اولیائے کرام:

صوفیۂ صِدق، اربابِ معرفت قُدِّسَتْ اَسْرَارُھُمْ ونفعنا اللہ بِبَرَکَاتِھِمْ فِی الدُّنْیَا وَالْآخِرَۃِ (۱) کہ بنصِ قطعی قرآن روزِ قیامت ہر خوف وغم سے محفوظ وسلامت ہیں۔
قَالَ تَعَالیٰ: اَلَآ اِنَّ اَوْلِیَاءَ اللہِ لَا خَوْفٌ عَلَیْھِمْ وَلَا ھُمْ یَحْزَنُوْن۔ (۲)
تو ان میں بعض سے اگر براہِ تقاضائے بشریت بعض حقوق الٰہیہ میں اپنے منصب ومقام کے لحاظ سے کہ حَسَنَاتُ الْاَبْرَارِ سَیِّئَاتُ الْمُقَرَّبِیْنَ (۳) کوئی تقصیر (کوتاہی) واقع ہو تو مولیٰ عزوجل اسے وقوع سے پہلے معاف کرچکا کہ:
قَدْ اَعْطَیْتُکُمْ مِنْ قَبْلِ اَنْ تَسْاَلُوْنِیْ وَقَدْ اَجَبْتُکُمْ مِنْ قَبْلِ اَنْ تَدْعُوْنِیْ وَقَدْ غَفَرْتُ لَکُمْ مِنْ قَبْلِ اَنْ تَعْصَوْنِیْ۔ (٤)
یوہیں اگر باہم کسی طرح کی شکر رنجی یا کسی بندہ کے حق میں کچھ کمی ہو جیسے صحابہ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کے مشاجرات کہ:
سَتَکُوْنُ لِاَصْحَابِیْ زَلَّۃٌ یَغْفِرُھَا اللہُ تَعَالیٰ لَھُمْ لِسَابِقَتِھِمْ مَعِیَ۔ (٥)
تو مولیٰ تعالیٰ وہ حقوق اپنے ذمہ کرم پر لے کر اربابِ حقوق کو حکمِ تجاوُز فرمائے گا اور باہم صفائی کرا کر آمنے سامنے جنت کے عالی شان تختوں پر بٹھائے گا کہ:

۱: ان کے راز پاک کردیے گئے، اللہ تعالیٰ ہمیں دنیا اور آخرت میں ان کی برکتوں سے فائدہ پہنچائے
۲: سن لو بے شک اللہ کے ولیوں پر نہ کچھ خوف ہے نہ کچھ غم، (پ۱۱، ع۱۲، یونس)
۳: عام نیکوں کی بعض نیکیاں مقربین کے حق میں بمنزلہ گناہ ہوتی ہیں۔
۴: (اللہ تعالیٰ نے فرمایا) میں نے تمھارے مجھ سے سوال کرنے سے پہلے ہی دے دیا، اور تمھاری دعا قبول کی تمھارے دعا کرنے سے پہلے اور تم کو معاف کردیا تقصیر سے پہلے۔
۵: (رسول اللہ ﷺ نے فرمایا) عنقریب میرے بعض صحابہ سے لغزش ہوگی جسے اللہ تعالیٰ معاف فرمادے گا اس وجہ سے کہ انھوں نے پہلے پہل میرا ساتھ دیا۔

وَنَزَعْنَا مَا فِیْ صُدُوْرِهِمْ مِّنْ غِلٍّ اِخْوَانًا عَلٰی سُرُرٍ مُّتَقٰبِلِیْنَ[1]

اسی مبارک قوم کے سرور وسردار، حضراتِ اہلِ بدر رضی اللہ تعالیٰ عنہم ہیں جنھیں ارشاد ہوتا ہے:

اِعْمَلُوْا مَا شِئْتُمْ فَقَدْ غَفَرْتُ لَكُمْ۔

"جو چاہو کرو کہ میں تمھیں بخش چکا"۔ انھیں کے اکابرِ سادات سے حضرت امیر المومنین عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں جن کے لیے بارہا فرمایا گیا:

مَا عَلٰی عُثْمَانَ مَا عَمِلَ بَعْدَ هٰذِهٖ مَا عَلٰی عُثْمَانَ مَا عَمِلَ بَعْدَ هٰذِهٖ۔

آج سے عثمان کچھ کرے اس پر مواخذہ نہیں۔

فقیر غفر اللہ تعالیٰ کہتا ہے:

حدیث:[2] اِذَا اَحَبَّ اللّٰهُ عَبْدًا لَمْ یَضُرُّهٗ ذَنْبٌ رَوَاهُ الدَّیْلَمِیُّ فِیْ مُسْنَدِ الْفِرْدَوْسِ وَالْاِمَامُ الْقُشَیْرِیُّ فِیْ رِسَالَتِهٖ وَابْنُ النَّجَّارِ فِیْ تَارِیْخِهٖ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَسَلَّمَ۔

کا عمدہ محمل یہی ہے کہ محبوبانِ خدا اول تو گناہ کرتے ہی نہیں۔ ع

اِنَّ الْمُحِبَّ لِمَنْ یُّحِبُّ مُطِیْعٌ[3]

وَهٰذَا[4] مَا اخْتَارَهٗ سَیِّدُنَا الْوَالِدُ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ

اور احیاناً کوئی تقصیر واقع ہو تو واعظ وزاجر[1] الٰہی انہیں متنبہ کرتا اور توفیق انابت[2] دیتا

۱: اور ہم نے ان کے سینوں میں سے جو کچھ کینے تھے سب کھینچ لیے، آپس میں بھائی بھائی ہیں تختوں پر روبرو بیٹھے۔ (حجر:۱۵، آیت:۴۷، پارہ:۱۴)

۲: جب خدا کسی بندے کو محبوب بنا لیتا ہے تو اس کو کوئی گناہ ضرر نہیں دیتا، اس حدیث کو دیلمی نے مسند الفردوس میں اور امام قشیری نے اپنے رسالہ میں اور ابن النجار نے اپنی تاریخ میں حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا اور نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں۔

۳: بے شک محب جس سے محبت کرتا ہے اس کا اطاعت گزار ہوتا ہے۔

۴: اسی تاویل کو میرے والد گرامی (حضرت مولانا محمد نقی علی خاں بریلوی) رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اختیار فرمایا ہے۔

https://alislami.net

ہے پھر اَلتَّائِبُ مِنَ الذَّنْبِ كَمَنْ لَا ذَنْبَ لَهُ [۳] اسی حدیث کا ٹکڑا ہے وَهٰذَا مَا مَشٰى عَلَيْهِ الْمُنَاوِىْ فِى التَّيْسِيْرِ [۴] اور بالفرض ارادۂ الٰہیہ دوسرے طور پر تجلّیِ شانِ عفو و مغفرت واظہارِ مکانِ قبول ومحبوبیت پر نافذ ہوا تو عفو مطلق وارضائے اہل حق [۵] سامنے موجود، ضرر [۶] وذنب بحمد اللہ تعالیٰ ہر طرح مفقود۔

وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ الْكَرِيْمِ الْوَدُوْدِ، وَهٰذَا مَا زِدْتُهُ بِفَضْلِ الْمَحْمُوْدِ۔

فقیر غفر اللہ تعالیٰ لہ کے گمان میں حدیث مذکور ام ہانی رضی اللہ تعالیٰ عنہا:

يُنَادِىْ مُنَادٍ مِنْ تَحْتِ الْعَرْشِ يَا اَهْلَ التَّوْحِيْدِ، الحدیث

میں اہل توحید سے یہی محبوبان خدا مراد ہیں کہ توحید خالص تام کامل ہر گونہ شرک خفی واخفی سے پاک ومنزہ انھیں کا حصہ ہے بخلاف اہل دنیا جنھیں عبدُ الدینار عبدُ الدرہم عبدِ طمعِ ہوٰی عبدِ رَغَب [۷] فرمایا گیا۔

وقال اللّٰہ تعالیٰ: اَفَرَءَيْتَ مَنِ اتَّخَذَ اِلٰهَهٗ هَوٰىهُ [۸]

اور بے شک بے حصول معرفت الٰہی اطاعت ہوائے نفس سے باہر آنا سخت دشوار، یہ بندگان خدا نہ صرف عبادت بلکہ طلب واردات بلکہ خود اصل ہستی و وجود میں اپنے رب جل مجدہ کی توحید کرتے ہیں لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کے معنی عوام کے نزدیک لَا مَعْبُوْدَ اِلَّا اللّٰهُ، خواص کے نزدیک لَا مَقْصُوْدَ اِلَّا اللّٰهُ، اہل ہدایت کے نزدیک لَا مَشْهُوْدَ اِلَّا اللّٰهُ ان اخص الخواص ارباب نہایت کے نزدیک لَا مَوْجُوْدَ اِلَّا اللّٰهُ تو اہل توحید کا سچا نام انھیں

۱: خدا کی طرف سے تنبیہ کرنے والا۔
۲: رجوع کی توفیق۔
۳: گناہ سے توبہ کرنے والا ایسا ہے جیسا کہ بے گناہ۔
۴: امام مناوی نے تیسیر میں اسی کو اختیار کیا۔
۵: جس کا حق آتا ہے اس کو راضی کرنا۔
۶: گناہ کا ضرر۔
۷: درہم ودینار کا بندہ خواہش نفس کا تابع اور مرغوب کا تابع۔
۸: ترجمہ: بھلا دیکھو تو وہ جس نے اپنی خواہش کو اپنا خدا ٹھہرالیا۔(سورہ جاثیہ:۴۵، آیت:۲۳)

https://alislami.net

کوزیبا، ولہٰذا ان کے علم کو علم توحید کہتے ہیں۔

جَعَلَنَا اللّٰہُ تَعَالٰی مِنْ خُدَّامِھِمْ وَتُرَابَ اَقْدَامِھِمْ فِی الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَۃِ وَغَفَرَلَنَا بِجَاھِھِمْ عِنْدَہٗ اَنَّہٗ اَھْلُ التَّقْوٰی وَاَھْلُ الْمَغْفِرَۃِ اٰمِیْن۔

امید کرتا ہوں کہ اس حدیث کی یہ تاویل تاویلِ امام غزالی قدس سرہ العالی سے احسن واجود ہو، وَبِاللّٰہِ التَّوْفِیْقُ۔

پھر ان صورتوں میں بھی جبکہ طرز یہی برتی گئی کہ صاحب حق کو راضی فرمائیں اور معاوضہ دے کر اسی سے بخشوائیں تو وہ کلیہ ہر طرح صادق رہا کہ حق العبد بے معافی عبد معاف نہیں ہوتا۔ غرض معاملہ نازک ہے اور امر شدید اور عمل تباہ اور امل[1] بعید، اور کرم عمیم اور رحم عظیم، اور ایمان[2] خوف ورجا کے درمیان۔

وَحَسْبُنَا اللّٰہُ وَنِعْمَ الْوَکِیْلُ وَلَاحَوْلَ وَلَاقُوَّۃَ اِلَّابِاللّٰہِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْمِ وَصَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی شَفِیْعِ الْمُذْنِبِیْنَ نَجَاۃِ الْھَالِکِیْنَ مُرْتَجَی الْاٰئِسِیْنَ وَمُلْتَجَی الْبَائِسِیْنَ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِہٖ وَصَحْبِہٖ اَجْمَعِیْنَ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ، وَاللّٰہُ سُبْحٰنَہٗ وَتَعَالٰی اَعْلَمُ وَعِلْمُہٗ جَلَّ مَجْدُہٗ اَتَمُّ وَاَحْکَمُ، کَتَبَہٗ عَبْدُہُ الْمُذْنِبُ اَحْمَدْ رَضَا الْبَرَیْلَوِیْ عُفِیَ عَنْہُ بِمُحَمَّدِ الْمُصْطَفٰی النَّبِیِّ الْاُمِّیِّ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ۔

۱۴؍ جمادی الاولیٰ ۱۳۱۰ھ

۱: امید۔

۲: یعنی ایمان عذاب کا خوف رحمت کی امید دونوں کے درمیان ہوتا ہے۔

https://alislami.net

اسلامی معاشرت اور بندوں کے حقوق (بار اول) کے ساتھ شائع ہونے والے تعارف کا خلاصہ (بہ تصرفاً)

اسلامی اکیڈمی بنارس

بنارس میں اسلامی عقائد ونظریات کی نشرواشاعت کا مرکز

بتاریخ ۲۳ ربیع الآخر ۱۴۰۹ھ مطابق ۴ دسمبر ۱۹۸۸ء بروز اتوار، بعد نمازِ عصر، وہ مبارک ومسعود ساعت ہے جس وقت عزیز ملت، حضرت مولانا عبدالحفیظ صاحب قبلہ (دامت برکاتہم العالیہ) سربراہ اعلیٰ، الجامعۃ الاشرفیہ، مبارک پور، کے دست مبارک سے اسلامی اکیڈمی بنارس کا افتتاح ہوا۔ حضرت موصوف کی دعائیں اس کی ترقی کی ضامن ہیں۔

اس اکیڈمی کے سرپرست، مخزن علم وادب، حضرت مولانا محمد احمد صاحب مصباحی دامت برکاتہم العالیہ، استاذ، الجامعۃ الاشرفیہ، (بانی ورکن المجمع الاسلامی) مبارک پور، کے نقش قدم، استقلال اور دعاؤں نے ہمارے اندر جرأت وہمت بخشی۔ ماہنامہ اشرفیہ مبارک پور کے مدیر اعلیٰ حضرت مولانا محمد عبدالمبین صاحب نعمانی دامت برکاتہم العالیہ (مہتمم دارالعلوم قادریہ، چریا کوٹ) نے اس میدان میں ہمارے ڈگمگاتے قدموں کو آگے بڑھایا۔

میرے رفیق درس، حضرت مولانا سید محمد فاروق صاحب رضوی الہ آبادی (حفظہ اللہ تعالیٰ، مہتمم اسلامک اکیڈمی) نے شرکت وتعاون کی پیش کش سے بھرپور حوصلہ افزائی فرمائی۔ آخر کار خدا پر اعتماد کرتے ہوئے اِس بار کو حتی المقدور اٹھانے کی ہم نے ہمت باندھی۔

الحمد للہ ! اب اکیڈمی اپنی اشاعت کی ابتدا حضرت سیدنا امام احمد رضا قادری، محدث بریلوی (قدس سرہ) کی تصنیف لطیف (بندوں کے حقوق، یعنی، اعجب الامداد فی مکفرات حقوق العباد، ۱۳۱۰ھ اور مفتی رضوان الرحمٰن فاروقی علیہ الرحمۃ کے رسالہ اسلامی معاشرت) سے کر رہی ہے۔ خداوند کریم ہماری اس سعی کو قبول فرمائے اور مزید نشرواشاعت کی توفیق رفیق عطا فرمائے۔ آمین، بجاہ حبیبہ سید المرسلین علیہ وعلیٰ آلہ الصلاۃ والتسلیم۔

احمد القادری

پرنسپل، مدرسہ عربیہ مدینۃ العلوم، جلالی پورہ، بنارس

(۲۴ جمادی الآخرہ ۱۴۰۹ھ / ۲ فروری ۱۹۸۹ء جمعرات)

https://alislami.net

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ، نَحۡمَدُہٗ وَنُصَلِّیۡ عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡمِ

اسلامی اکیڈمی بنارس ایک نظر میں

,Islami Academy, N 15 / 166 A – M – 2 Ahmad Nagar

Bajardiha, Varanasi, U.P. 221109 (India)

قیام: بتاریخ ۲۳؍ربیع الآخر۱۴۰۹ھ مطابق ۴؍دسمبر۱۹۸۸ء بروز اتوار، بعد نمازِ عصر بمقام جلالی پورہ، بنارس۔

پہلی اشاعت: اسلامی معاشرت اور بندوں کے حقوق، رجب ۱۴۰۹ھ ؍ مارچ ۱۹۰۹ء

زمین

زمین کی خریداری: ۲۰؍جمادی الاولی ۱۴۳۱ھ ۶؍مئی ۲۰۱۰ء بروز جمعرات

زمین کا رقبہ: لمبائی ۲۱فٹ، چوڑائی ۱۱فٹ مجموعی رقبہ ۲۳۱ سکوائر فٹ

سیٹی سے پتہ (Physical address) ملنے کی تاریخ: ۱۷؍اکتوبر ۲۰۱۹ء

تعمیر

سنگ بنیاد: ۲۱؍صفر ۱۴۳۴ھ / ۴؍جنوری ۲۰۱۳ء بروز جمعہ

پہلی منزل کی تکمیل: ۲۴؍اپریل ۲۰۱۴ء

دوسری منزل کی تعمیر شروع: ۹؍جنوری ۲۰۱۷ء

دوسری منزل کی تکمیل: ۳۰؍جولائی ۲۰۱۷ء

تیسری منزل کی تعمیر شروع: ۱۱؍نومبر ۲۰۱۹ء

تیسری منزل کی تکمیل: ۷؍محرم الحرام ۱۴۴۲ھ، ۲۷؍اگست ۲۰۲۰ء، بروز جمعرات

بجلی کی وائرنگ: ۲۰؍جنوری ۲۰۲۱ء

چوتھی منزل کی تکمیل: ۲۸؍جون ۲۰۲۴ء

واٹر سپلائی، پائپ سیٹنگ وغیرہ: ۲۲؍جمادی الآخرہ ۱۴۴۲ھ ، ۵؍فروری ۲۰۲۱ء

بروز جمعہ (بموقع یوم صدیق اکبر رضی اللہ تعالی عنہ)

چوتھی منزل کی تکمیل: ۲۱؍ ذی الحجہ ۱۴۴۵ھ، ۲۸؍ جون ۲۰۲۴ء بروز جمعہ

تعمیر سے متعلق دوسرے کام حسبِ آمدنی، جاری رہتے ہیں۔

تفصیل

گیٹ دوکان ؍ مکتبہ لائبریری دفتر ؍ آفس درس گاہ

مطبخ ؍ کیچن تین منزلوں کے ۳؍ زینے حمام (Bath place)

بیت الخلا ؍ لیٹرین پانی کی ٹنکی

الحمد للہ! چوتھی منزل بھی ٹائلس وغیرہ لگ کر ۲۸؍ جون ۲۰۲۴ کو مکمل ہوگئی ہے، جس میں ایک کشادہ غسل خانہ مع بیت الخلاء ہے۔

شعبہ جات

دارالتصنیف والاشاعت۔ دارالافتا۔ اسلامی لائبریری۔ شعبۂ عربی ودینیات۔ شعبۂ اطفال۔ ناظرہ قرآن مجید۔ حفظ وقرآت۔ تعلیمِ بالغاں۔ شعبۂ لسانیات: اردو، ہندی، انگلش

اشاعتی خدمات

(۱) بندوں کے حقوق، یعنی، اعجب الامداد فی مکفرات حقوق العباد، ۱۳۱۰ھ

عجب ترین امداد، بندوں کے حقوق کا کفارہ بننے والی چیزوں کے بارے میں

از اعلی حضرت امام احمد رضا قادری، محدث بریلوی علیہ الرحمہ

(۲) اسلامی معاشرت: از حضرت مفتی رضوان الرحمٰن فاروقی علیہ الرحمہ

(۳) فضل العلم والعلما: از محقق بریلی، حضرت مولانا نقی علی قادری، علیہ الرحمہ، والد ماجد اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قادری علیہ الرحمہ

(۴) تعریفات نحو: از حضرت مولانا عبدالحکیم شرف قادری علیہ الرحمہ

(۵) دل کی آشنائی: از حضرت علامہ ارشدالقادری علیہ الرحمہ

(۶)خلاصۂ شریعت، ترجمہ الخلاصۃ البھیہ فی مذہب الحنفیہ: از حضرت مولانا مفتی سید محمد فاروق صاحب حفظہ اللہ تعالیٰ

(۷)حالات کامل: از احمد القادری مصباحی

(۸)احکام قربانی و عقیقہ: از احمد القادری مصباحی

(۹)ثبوت ایصال ثواب: از احمد القادری مصباحی

(۱۰) حالات بنارس: از احمد القادری مصباحی

(۱۱)مختصر تذکرہ حضرت بابا قاسم سلیمانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ: از حضرت مولانا مفتی سید محمد فاروق صاحب رضوی، حفظہ اللہ تعالیٰ

(۱۲)دوامی نقشۂ صوم وصلات برائے لوساکا، زمبیا، افریقہ: از احمد القادری مصباحی

(۱۳) دوامی نقشۂ صوم وصلات برائے شکاگو، امریکا: از احمد القادری مصباحی

(۱۴)دوامی نقشۂ صوم وصلات برائے ڈیلاس ایریا، امریکا: از احمد القادری مصباحی

(۱۵) نقوش قلم (مقالات قادری): از احمد القادری مصباحی (زیر طبع)

دعائیہ: اللہ تعالی اپنے حبیب پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے صدقے وطفیل اسلامی اکیڈمی اور اس کے اراکین و معلمین ومعاونین کی خدمات کو اپنی بارگاہ میں شرفِ قبولیت سے نوازے، باقی کام مکمل فرمائے اور اس کے منصوبوں کو پایہ تکمیل تک پہنچائے۔

آمِیْن، یَارَبَّ الْعٰلَمِیْن، بِجَاہِ حَبِیْبِہٖ سَیِّدِالْمُرْسَلِیْن، عَلَیْہِ و علیھم الصَّلٰوۃُ وَالتَّسْلِیْم۔

احمد القادری مصباحی

۲۹/ ذی الحجہ ۱۴۴۵ھ/۶/ جولائی ۲۰۲۴ء

[نوٹ: اس ایک نظر (Glance) کے اکثر مواد، محب محترم حضرت مولانا مفتی سید محمد فاروق رضوی صاحب مدظلہ العالی سے، راقم الحروف کو دستیاب ہوئے ہیں، جزاہ اللہ خیر الجزا]

https://alislami.net

بلڈنگ (Building) کی تفصیل

Islami Academy, N 15 / 166 A - M - 2 Ahmad Nagar, Bajardiha, Varanasi, U.P. (India) 221109

اسلامی اکیڈمی ۱۱×۲۱=۲۳۱ سکوائر فٹ پر مشتمل ہے، ۱۱فٹ، جنوب تا شمال عرض ہے، اور ۲۱فٹ، مشرق تا مغرب طول ہے (چوڑائی، گیارہ گیارہ فٹ، لمبائی، اکیس، اکیس فٹ، دونوں طرف برابر، مستطیل زمین ہے)۔ مغرب کی جانب تین فٹ کے بعد اکیڈمی کا دروازہ جو ۳فٹ چوڑا، اور ساڑھے چھ فٹ لمبا، لوہے کا ایک پلہ دار ہے، جو اندر، بائیں جانب کھلتا ہے۔ اس کے بعد ۵×۷=۳۵ سکوائر فٹ پر مشتمل، چھوٹا کمرہ بنام دوکان ہے جسکا باہر سے سٹر لگا ہوا ہے، اندر سے ایک پلہ دار لکڑی کا دروازہ ہے۔ جس سے اکیڈمی میں آنے کا راستہ ہے۔ گیٹ میں داخل ہوتے ہی بائیں طرف، ایک استنجاء خانہ، زیر سیڑھی ہے اور دائیں طرف دوکان ہے، سامنے پہلی منزل کا دروازہ ہے۔ دروازے سے بائیں جانب ایک اوپر جاتی ہوئی سیڑھی ہے۔ جو نوانچ بلندی والے ڈنڈوں پر مشتمل ۹ زینہ یعنی پائیدان ہے۔ پھر نواں پائدان کے ساتھ، لمبی چوکی ہے جو ۲×۶ فٹ پر شامل ہے۔ پھر چند زینہ اوپر چڑھنے کے بعد ایک چوکی آتی ہے، جس کے سامنے اکیڈمی کا دوسرا بڑا کمرہ برائے نشر واشاعت۔ تصنیف و تالیف اسلامی لائبریری ودارالافتاء ہے اور دائیں جانب لیٹرین۔ باتھ روم بیسن وغیرہ ہے اور بائیں جانب تیسری منزل کی سیڑھی سابقہ انداز سے شروع ہوتی ہے، لیکن لمبی چوکی ۲×۶ سے ہی، ایک چھوٹے روم کا دروازہ ہے، جو بنام دفتر ہے، پھر چند ڈنڈوں کی سیڑھی چڑھ کر ایک چوکی پر پہنچیں گے، تو سامنے تیسرے بڑا کمرہ کا دروازہ ہے، جس میں ناظرہ قرآن، اور عصری زبان، ودینی مسائل کی تعلیم دی جاتی ہے۔ بائیں جانب سے سیڑھی شروع ہوتی ہے، حسب سابق جب اوپر چڑھیں گے، تو لمبی چوکی سے ہی متصل، مطبخ کا دروازہ ہے۔ چند ڈنڈوں کی سیڑھی پر چڑھ کر ایک چوتھے کمرہ کا دروازہ نظر آئے گا جو دارالحفظ والتجوید کے نام سے موسوم ہے دروازہ سے بائیں طرف ایک سیڑھی چھت کی طرف 6x2 فٹ کی چوکی سے ہوتی ہوئی اوپر گئی ہے اور اسی منزل کی 6x2 کی چوکی سے متصل ایک کشادہ غسل خانہ مع بیت الخلاء ہے۔ اب اس وقت اسی غسل خانہ کی چھت پر پانی کی ٹنکی رکھی

ہوئی۔ اور اسی ٹنکی سے، ہر ایک منزل پر پانی پہنچتا ہے۔ چوتھی منزل کی چھت پر چار فٹ کی باؤنڈری ہے۔ سیڑھی کے زینوں کے اختتام پر ایک دروازہ لگا ہوا ہے۔ جو بلاضرورت چھت پر جانے سے مانع ہے۔

الحمدللہ! چوتھی منزل بھی ٹائلس وغیرہ لگ کر ۲۸/ جون ۲۰۲۴ء کو مکمل ہوگئی ہے۔

ان شاءاللہ اس منزل میں حفظ وقراءت کی تعلیم ہوگی۔

سید محمد فاروق رضوی

۳/ رجب المرجب ۱۴۴۶ھ/ ۴/ جنوری ۲۰۲۵ء

مراسلت کا پتہ

مولانا سید محمد فاروق رضوی مہتم، اسلامی اکیڈمی، احمد نگر بجرڈیہہ، بنارس	(Physicaladdress) N15/166A-M-2Ahmad Nagar, Bajardiha,Varanasi,U.P. 221109(India)

https://alislami.net

ادارہ کے مقاصد

تحریر وتصنیف، تالیف وترجمہ کے ذریعے دین وعلم کی اشاعت۔
ایک ایسی لائبریری کا قیام جس میں اہل قلم کے لیے ضروری کتابوں کا ایک ذخیرہ ہو، یا ڈیجیٹل لائبریری کا بندوبست کرنا۔
ایسے وسائل بروئے کار لانا جو دین وعلم کی ترویج واشاعت میں مفید و معاون اور مؤثر ثابت ہوں۔
نونہالانِ اسلام کی ناخواندگی دور کرکے دینی وعصری تعلیم سے آراستہ کرنے کے لیے کوچنگ کا انتظام کرنا۔
علاقائی بچوں کے لیے مولوی کورس یعنی جماعت اعدادیہ (فارسی کی پہلی اور تسہیل المصادر) سے لے کر جماعت ثالثہ (کافیہ وقدوری) تک چار سالہ عربی وفارسی درجات کا انتظام کرنا۔
بوقت شب باتجوید حفظ قرآن کریم کے درس کے لیے کسی لائق وفائق حافظ و قاری کی سرپرستی میں انتظام کرنا۔

اپیل

اہل خیر حضرات سے گزارش ہے کہ رمضان شریف کے متبرک موقع میں اپنے خصوصی عطیات سے ادارہ کو نواز کر ممنون و مشکور فرمائیں۔ اور اپنے مرحومین کے نام سے اشاعتی خدمات میں اور وقفِ کتب میں حصہ لے کر ادارہ کی مدد فرماکر ثواب حاصل کریں، ادارہ آپ کی خدمات کا مشکور رہے گا۔

منجانب: (مولانا) سید محمد فاروق رضوی سابق مفتی مدرسہ حنفیہ غوثیہ
Mob.8115605900
مہتمم اسلامی اکیڈمی، احمد نگر بجرڈیہہ ، بنارس

https://alislami.net

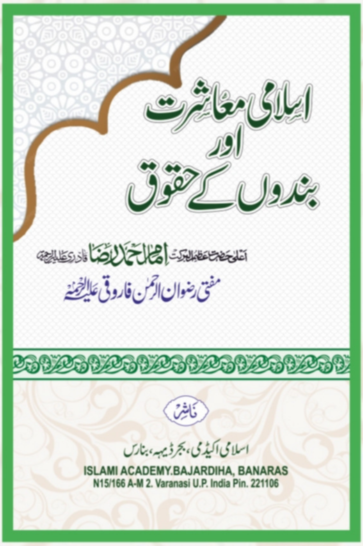

اسلامی اکیڈمی، بجرڈیہہ، بنارس

ISLAMI ACADEMY.BAJARDIHA, BANARAS

N15/166 A-M 2. Varanasi U.P. India Pin. 221106